[illegible]

فوائد حضرت بندہ نواز

ماخوذ

از

مکتوبات حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اردو

مرتبہٗ

محمد معشوق حسین خاں سلطانی

فرزند نواب معشوق یار جنگ بہادر

زیر برکات عہد عثمانی من جانب کمیٹی کتب خانہ روضتین منورتین

و کمیٹی اشاعت تصانیف عالیہ حضرت خواجہ بندہ نوازؒ گلبرگہ شریف

مطبوعہ انتظامی پریس حیدرآباد دکن

۷۸۶

اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ

فوائد حضرت بندہ نواز

ماخوذ

از

مکتوبات حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اردو

مرتبۂ

محمد معشوق حسین خاں سلطانی

(فرخندہ بہ نواب معشوق یار جنگ بہادر)

از برکاتِ عہد عثمانی منجانب کمیٹی کتب خانہ روضتین منورتین و کمیٹی اشاعت
تصانیف عالیہ حضرت خواجہ بندہ نوازؒ روضتین گلبرگہ شریف

مطبوعہ

انتظامی پریس حیدرآباد دکن

عرض مترجم

حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز سید محمد حسینی دہلوی ثم گلبرگوی قدس سرہ العزیز کے مکتوبات جو کمیٹی نشر و اشاعت تصنیفات حضرت خواجہ صاحب رح کے حسن سعی سے ۱۳۶۲ھ میں جناب صوبہ دار صاحب صوبہ گلبرگہ شریف کی سرپرستی میں طبع ہوئے تھے ان کا یہ خلاصہ ہے جو مترجم نے اردو زبان میں پیش کیا ہے اسے خلاصہ اس لئے کہا ہے کہ مکتوبات میں جس قدر تعلیم کا جزو تھا صرف وہی لیا ہے اور دوسری خانگی باتیں ترک کر دی ہیں اور جو تشریح اوراد و وظائف وبیعت غائبانہ اور حضرت کے تبرکات مثلاً طاقیہ و ملبوس مبارک کے پہننے کے آداب وغیرہ ہیں وہ صرف ایک بار درج کی ہیں اور تکرار جو متعدد مکتوبات میں متعدد بار آئی ہے اُسے چھوڑ دیا ہے اور بجائے لفظی ترجمے کے مکتوب کے مفہوم کو قابل فہم اردو زبان میں حتی المقدور صحیح ادا کرنے کی کوشش کی ہے۔ پھر بھی ناظرین کرام اس میں کوئی غلطی پائیں تو اصل سے مقابلہ کر کے درست کر لیں اور اس کا ذمہ دار مترجم یا مطبع کو سمجھ کر عفو سے کام لیں ؎

برگ سبز است تحفۂ درویش چہ کند بے نوا ہمیں دارد

معشوق یار جنگ

ذیقعدہ ۱۳۶۳ھ

تہدیہ

یہ کتاب حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز قدس سرہٗ العزیز کے مزار مبارک کی زیارت کرنے والوں کی خدمت میں ہدیۃً پیش ہے تاکہ پڑھیں اور حضرت خواجہ قدس سرہ العزیز کے فوائد سے فیض حاصل کر کے اس نعمت بے غایت میں سے اپنا حصہ لیں۔

معشوق یار جنگ

ذیقعدہ ۱۳۶۳ھ

عرض حال

منجانب کتب خانہ روضتین گلبرگہ شریف (درگاہ حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز سید محمد حسینی قدس سرہٗ)

یہ کتاب "فوائد" نامی خلاصہ ترجمہ ہے حضرت سیدنا قطب الاقطاب خواجہ بندہ نواز گیسو دراز سید محمد حسینی چشتی دہلوی ثم گلبرگوی قدس سرہٗ کے مکتوبات مبارکہ کا۔

حضرات اکابر کے ملفوظات گرامی کو جو اہمیت حاصل ہے اُن سے زیادہ اہمیت مکتوبات کو حاصل ہے۔ اس لئے کہ مکتوبات میں تمام تعلیمات کا لب لباب اور خلاصہ منظم طریقہ سے تحریر کیا جاتا ہے۔ لہذا یہ کتاب حضرت خواجہ بندہ نواز قدس سرہ العزیز کی یادگاروں کو تازہ کرنے اور آپ کی تعلیمات مقدسہ کو زندہ کرنے کے لئے ایک نہایت ہی مفید ترین کتاب ہے۔

یہ ترجمہ اور خلاصہ مکتوبات اس قدر بہترین طریقہ سے جناب مترجم نے ترتیب دیا ہے کہ گویا یہ ایک مستقل تصنیف کی ہی حیثیت رکھتا ہے اور نہایت شگفتہ زبان میں گویا کہ اردو کی ایک بے نظیر تصنیف کا اضافہ ہے جس کے لئے ہم لوگ جس قدر بھی مسترت کا اظہار کریں وہ کم ہے۔ ہمارے محترم اور فاضل مترجم عالیجناب نواب معشوق یار جنگ بہادر مدظلہم العالی کی ہستی نہ صرف حیدرآباد دکن بلکہ ہندوستان کی ادبی وعلمی دنیا میں کوئی غیر معروف ہستی نہیں ہے۔ آپ نے ہی الرحیق المختوم جیسی بے نظیر کتاب کا نہایت سلیس ترجمہ فرمایا ہے اور آپ نے ہی تمام بزرگان دین کے حالات کو جمع کرکے منصۂ شہود پر پیش کیا ہے۔ ہم موصوف کی اس علمی و مذہبی خدمت پر دلی جذبات تشکر گزاری پیش کرتے ہوئے مقبولیت اور جزائے خیر کی دل سے دعا کرتے ہیں۔

نواب صاحب موصوف کا مدعا یہ تھا کہ یہ کتاب اگر طبع ہو تو کتب خانۂ

روضتین کے موازنہ پہ اس کا بار نہ پڑے۔ چنانچہ نواب صاحب موصوف کی نیک نیتی اور حسن توجہی کی بنا پر عالیجناب نواب سر صدر اعظم بہادر باقابہ نے اپنی اقتداری رقم میں سے ازراہ علم دوستی واشاعت تصانیف عالیہ مبلغ دو ہزار روپیہ کی رقم کثیر کتب خانہ روضتین کو مرحمت فرمائی اور چنانچہ اسی عطیۂ گرامی کے ہی ایک حصہ سے کمیٹی کتب خانہ روضتین گلبرگہ شریف کے مشورہ اور عالیجناب نواب سید حبیب محمد صاحب صوبہ دار صوبہ گلبرگہ شریف وصدر نشین مجلس کتب خانہ روضتین کی دلچسپی کے تحت یہ کتاب سراپا فوائد ہی فوائد شائع کرنے کی عزت حاصل کی جارہی ہے۔

اللہ پاک اپنے حبیب پاک کے صدقہ سے اس حکومت ابد مدت کو زیر سایۂ عطوفت پناہ مالک دستگاہ اعلحضرت بندگان عالی متعالی مدظلہم العالی ہمیشہ قائم ودائم رکھے اور اس کو فیوض علمی کو زیادہ سے زیادہ مفید ونافع بنائے۔ آمین۔ اور ہمارے نواب سر صدر اعظم بہادر باقابہ کو بھی جزائے خیر عطا فرمائے کہ صاحب معزنے ایک نہایت ہی بہترین منفعت بخش سلسلہ کے احیا میں حصہ لے کر ارکان کمیٹی کو ممنونیت کا موقعہ مرحمت فرمایا ہے اس طرح ان جمیع معاونین کرام کا بھی شکر گذار ہوں جو اس کار خیر میں کسی نہ کسی حیثیت سے حصہ لے کر اس بارگاہ معلیٰ کے ادارہ جات علمیہ سے تعاون فرمارہے ہیں فقط ۱۵ ذیقعدہ ۱۳۶۵ھ ف

فجزاھم اللہ عنھم احسن الجزاء

محمد حامد صدیقی چشتی قادری

معتمد اعزازی دارالعلوم وکتبخانہ

روضتین گلبرگہ شریف

فہرست مضامین

فائدہ	مضمون	صفحہ
۱	حسن خاتمہ کے بیان میں	۱
۲	غم عاقبت و دیدار الٰہی کے بیان میں	۶
۳ و ۴	انوار غیبی طلب و محبت الٰہی کے بیان میں	۹
۵	غفلت سے بچنے کے بیان میں	۱۶
۶	عقل و عشق و اتباع شریعت و سنت نبوی صلعم کے بیان میں . .	۱۷
۷	ذکر و معائنہ و مشاہدہ کے بیان میں	۲۴
۸	چند روزہ زندگی کو غنیمت سمجھنے اور بیعت غائبانہ کے بیان میں .	۲۶
۹	یاد محبوب اور وقت کی معموری کے بیان میں	۲۹
۱۰	مجاہدہ و ریاضت و تعمیل حکم پیر کے بیان میں	۳۲
۱۱	عشق و وصل و ذکر و قرب کے بیان میں	۳۳
۱۲	معرفت الٰہی کے بیان میں	۳۷
۱۳	محبت الٰہی و حضوری دل و رضا بقضاء کے بیان میں	۳۹
۱۴	فراغت دل سے یاد الٰہی کرنے کے بیان میں	۴۱
۱۵	محبت الٰہی کے بیان میں	۴۲
۱۶	ضرورت صحبت و ارشاد پیر و محبت الٰہی کے بیان میں .	۴۴
۱۷	ترک ماسوائے اللہ اور حصول قرب الٰہی کے بیان میں .	۴۶
۱۸	محبت الٰہی کے بیان میں	۴۸

۱۹	معرفت و محبت خدائے عزوجل اور دنیا کی قدر	۵۱
۲۰	ترک سوائے نفس میں	۵۵
۲۱	سلوک و توجہ پیر و تخلیہ و تجلیہ کے بیان میں	۵۵
۲۲	صراط مستقیم پر چلنے اور فراغ دل سے یاد الٰہی کرنے کے بیانمیں	۶۲
۲۳	عمل کرنے اور مشغول بخدا رہنے کے بیان میں	۶۴
۲۴	مواہب الٰہی اور مشغولی اوقات کے بیان میں	۶۶
۲۵	محبت پیر و عشق و محبت کے بیان میں	۶۸
۲۶	دربیان سلوک و خدمت سلطان و متعلقان	۷۱
۲۷	قضائے الٰہی و رضا بقضا کے بیانمیں	۷۲
۲۸	تحریص بر محبت الٰہی و مشاغل مردان و زنان	۷۳
۲۹	محبت الٰہی و قدر وقت و اشتغال بہ اوراد کے بیان میں .	۷۵
۳۰	اتباع سنت نبوی و پیروی پیر و طلب ورد کے بیان میں . .	۷۸
۳۱	محبت الٰہی و اتباع نبوی (صلعم) کے بیان میں	۸۱
۳۲	تزکیہ و مخالفت نفس و توجہ تام کے بیان میں	۸۶
۳۳	نبوت و ولایت کے بیان میں	۸۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فائدہ (۱)

حُسن خاتمہ کے بیان میں

حُسن عاقبت و خاتمہ بالخیر ہونا تمام مہموں میں اہم ترمہم اور تمام مرادوں میں عزیز ترین مراد ہے۔ جس شخص کا جو حال و مقام ہوتا ہے اسی اعتبار سے اس کے خاتمہ کا اچھا ہونا مقصود ہوتا ہے۔ مثلاً عام علماء اگر شرک سے محفوظ اور کفر جلی کے دائرہ سے باہر رہیں اور اسی حال پر ان کا آخری سانس ٹوٹے تو کہا جائے گا کہ ان کا خاتمہ بالخیر ہوا اور جنت کی امید بندھ گئی الحمد للہ الذی اذھب عنا الحزن ان کا ورد ہوگا۔ الٰہی بحق حضرت خاتم الانبیاء و اہل بیت اصفیا ہمارے ہر کام کا انجام بخیر کر۔

مگر اہل طلب و ارادت کا بہترین حال یہ ہے کہ ہر روز اور ہر رات دریائے شوق موجیں مارتا رہے اور درد طلب بڑھتا رہے اور ہر سانس عشق و محبت کے سوز و اندوہ میں نکلے جیسی کہ ان کی طلب ہے اگر محبوب پہلو میں آ ملا تو زہے نصیب اور اگر یہ دولت نصیب نہ ہوئی اور دربدری میں عمر گذر گئی تو بھی زہے

۱؎ ملفوظ از مکتوب نمبر (۱) خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو بعض مریدوں اور معتقدوں کے نام تحریر فرمایا گیا تھا۔

دولت۔ لیکن اگر نہ یہ نصیب ہوا اور نہ وہ تو معاذ اللہ ایسی بلائے عظیم کو آسمان
و زمین بھی نہیں اُٹھا سکتے۔ ان اہل طلب کے درد دل میں ذری سی کمی بھی
ہوجاتی ہے تو اپنے تئیں کافر اور جہنمی سمجھنے لگتے ہیں۔ مثلاً ایک بندہ خدا ہے
عمر دراز ملی۔ ہمت بلند عطا ہوئی۔ سوائے خدائے عزوجل کے جو اس کا مطلوب
حقیقی ہے نہ کسی شئے کی خواہش رکھتا اور نہ کسی غیر کی طرف متوجہ ہوتا ہے
لیکن عالم قرب و قدس کا دروازہ اس کے لئے ذرا سا بھی نہ کھلا اور رفع
باب کی صورت ہی نہ دیکھی۔ بایں ہمہ ہزاراں ہزار نیاز و سرافگندی سے یار
کی چوکھٹ پر سر رکھے ہوئے ہے اور نہیں اٹھاتا۔ نہ قبول کی طرف التفات
کرتا ہے اور نہ وصول کی طرف۔ یہ شخص سید الفقرا اور جوانمردوں کا جوانمرد
ہے اپنے سوز و ذوق میں اُسے وہ لذت آرہی ہے کہ نہ معلوم واجد واصل
کو بھی نصیب ہے یا نہیں۔ اے عزیز یہ شئے ایسی نہیں ہے جس کی طلب
میں کوئی نقصان یا خسارہ ہو۔ نقصان و خسارہ کا تو سامان ہی اٹھ گیا اور
نفع ہی نفع باقی رہ گیا ہے۔ ایسی تجارت میں جتنا زیاں بیشتر ہے اسی قدر
فائدہ بڑھ چڑھ کر ہے۔ با دل گفتم مرا میسر بدیدار او چو کو محتشم است ومن ندامم او
دل گفت کہ ایں حدیث بیہودہ مگو ۔ یا در بر او کشند یا بر در او ۔ ایسے حال
و مقام میں وصل وہم و خیال ہے اور درد اندوہ و فراق نقد حال۔ ایسے
شخص کا خاتمہ بالخیر یہ ہے کہ اس وقت دم ٹوٹے جب کہ دریائے شوق
وشورش جوش و شور میں ہو اور اسے بارگاہ قدس و وصال کے دروازے
ہی پر عشق کے اس موج در موج سمندر میں اسے غوطہ دیں اور اسی
حالت میں ہاتھ پاؤں مارتا ہوا وہ اس جہاں سے رخصت ہو جائے۔ یہ
ہوا تو بس اس کا خاتمہ بالخیر ہوا۔ اللہم اھدنا الصراط المستقیم

صراط الذین انعمت علیھم۔ اے اللہ ہمیں سیدھا راستہ دکھا یعنی ان لوگوں کا راستہ جن کو تو نے نعمتیں عطا فرمائیں۔

اہل تحقیق کی مختلف قسمیں ہوتی ہیں۔ ان میں ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جنہیں نہ دنیا و آخرت اور نہ دوزخ و بہشت۔ نہ کشف و کرامت۔ نہ زیادتی و نقصان اور نہ رد و قبول کسی کی خبر نہیں ہوتی ہے آنجا کہ منم نہ لاست نے جائے نعم زیراکہ ہمہ یکے است افزونست نہ کم۔ ایسا شخص فانی فی اللہ اور باقی باللہ ہے اور ازل و ابد دونوں جگہ اللہ جل شانہ کے امان میں ہے لا تبقی ولا تذر اس کی صفت قرار پاتی ہے پھر ان اہل تحقیق میں ایسے بھی لوگ ہوتے ہیں جو تجلیات قہر و جلال اور تجلیات لطف و جمال میں کروٹیں بدلتے رہتے ہیں۔ تجلی جلال یہ ہے کہ بندہ مالک حقیقی کے عزت و عظمت، ہیبت و کبریائی کی آنچ میں تپتا رہے۔ تجلیات قہر وہ ہیں جنہیں اگر صورت دی جائے تو مکروہات شرعی یستور و خر۔ مار و گزدم۔ شیر و گرگ کی صورت میں نظر آئیں انہیں تحت قہر کہتے ہیں۔ تجلی جمال ان سب اشیاء میں پائی جاتی ہے جو ملیح و خوبصورت ہوں ناز و کرشمے۔ غنج و دلال ان کی رگ رگ میں ہوں اور تجلیات لطف لقائے یار و ایصال راحت اور اثبات کرامت میں پرتو افگن ہوتی ہیں۔ لیکن درحقیقت قہر و جلال بھائی بھائی اور لطف و جمال بہنیں ہیں جلال جمال میں مندرج ہے اور جمال جلال میں مندمج ہے ایسے خدا پرست کا حسن خاتمہ اس میں ہے کہ تجلی جمال پر سانس ٹوٹے۔ ان تجلیات کو اختیاری نہ سمجھنا حضرت امیر المومنین امام حسن علیہ السلام کا جب آخر وقت آیا تو روتے تھے اور کہتے تھے کہ ایسے مالک کے روبرو جا رہا ہوں جسے کبھی نہیں دیکھا۔ اس بارگاہ معلیٰ سے ہر وقت نئی تجلی ہوتی تھی

ہے اور بہت ڈر لگتا ہے کہ نہ معلوم بندہ کے آخری وقت وہ کس صفت پہ متجلی ہو اور اس کی علم نفسی میں کیا ہے کسی کو معلوم نہیں۔ ان تجلیات کی نہ نہایت ہے نہ تکرار اور نہ دو شخصوں پر ایک سی تجلّی ہوتی ہے ۔ نہ دانم چہ گردد آخر ایں کار ٭ مرا دل والہ و معشوقہ خودکام ۔

تیسرا بیچارہ و مسکین وہ ہے جسے کبھی ایک جھلک سی دکھا دیتے ہیں اور کبھی مدہوش کر دیتے ہیں۔ کبھی پردہ اٹھا دیتے ہیں اور کبھی پردہ گرا دیتے ہیں۔ کبھی سامنے بلا لیتے ہیں اور کبھی پیچھے ہٹا دیتے ہیں۔ کبھی باریابی عطا فرماتے ہیں اور کبھی دور باش کہتے ہیں۔ کبھی نوازتے ہیں اور کبھی گداز تے ہیں۔ یہ مسکین سوختہ افروختہ۔ ریختہ بیختہ۔ درد مند۔ مستمند عاجز و مسکین بیچارہ درماندہ خوف و ہیبت سے لرزتا رہتا ہے۔ ڈرتا رہتا ہے کہ دروازہ بند کا بند رہے اور کہیں غیرت میں آکر محبوب دور باش نہ کہہ دے شب و روز اسی خوف میں رہتا اور آہ و بکا کرتا رہتا ہے ۔

"تا چہ خواہد کرد بر من دور گیتی زیں دوگانہ ٭ دستا و در گردنم یا خون من در گردنش

ایسے بزرگوار کی حسن عاقبت اس میں ہے کہ آخری دم تجلی ذات و عیاں و صفات پر نکلے ربنا اتمم لنا نورنا واغفر لنا انک علیٰ کل شیٔ قدیر۔

ان کے علاوہ ایک اور شخص ہے جو اپنے آپ سے بیزار جان و تن سے سیر ہے۔ بس ایک اللہ جل شانہٗ سے لو لگائے بیٹھا ہے کہ جس صفت سے چاہیں رکھیں نہ کسی طرف نگاہ ڈالتا ہے اور نہ رُخ کرتا ہے اس کے لئے دوزخ کے دو رُخ ہیں۔ ایک ظاہر جس کے اندر رحمت ہے اور ایک باطن ہے جس کے سامنے عذاب ہے۔ بہشت بہشت اس کے سامنے نیست

ہیں نہ دوزخ کے پھیر میں وہ ہے اور نہ جنّت کے۔ ایسے شخص کا حسن خاتمہ اس میں ہے کہ اسی ایقان پہ وہ آخر دم تک جما رہے۔

اب آپ فرمائیے کہ آپ کون ہیں؟ کیا شئے ہیں؟ کس صفت سے تعلق رکھتے ہیں اور کس قماش کے ہیں؟ اور کس جماعت میں آپ کا شمار ہے؟ آپ کا کیا انجام ہونے والا ہے۔ ایسی بیغم بیٹھے ہوئے ہیں کہ گویا فکر کی کوئی بات ہی نہیں ہے۔

نہ یک فسوس کہ ہر دم ہزار بار فسوس ۔۔۔ نہ یک دریغ کہ ہر دم ہزار بار دریغ

ان تمام حالات و مقامات کو سننے اور سمجھنے کے بعد یہ سوال کیوں نہیں کرتے کہ آخر کونسا عمل کیا جائے۔ جو حُسن عاقبت کی امید ہو۔ یاد رکھو کہ بس ایک عمل ہی جو گو نازک ترین اعمال ہے مگر بہت آسانی سے اکتساب کیا جاسکتا ہے یعنی خطرات کو دفع کرو اور یہاں تک توجہ میں استغراق حاصل کرو کہ سوائے خدائے عزّوجل اور اس کے حضور و شہود کے تمہارے دل میں غیر کے لئے گنجائش نہ رہے اور نفس کو یاوہ گردی سے پاک و صاف کرو۔ مختصر یہ کہ ایک نفس پاک اور دل متوجہ پیدا کرو۔ جس کسی کو یہ نعمت نصیب ہوگی اسی بیس میں سے انیس درجہ حُسن عاقبت کی امید رکھنا چاہیئے اور ایک درجہ جو چھوڑ دیا گیا وہ تقدیر ازلی کی رعایت سے چھوڑ دیا گیا ہے ورنہ جب کہ تمہارا منہ سب طرف سے ہٹ کر خالق حیات و ممات کی طرف ہوگیا ہے اور اس کی منزل امن واماں میں تم نے اپنا رخت وجود رکھ دیا ہے تو پھر بس امید ہی امید رکھنا چاہیئے نا امیدی کی کوئی وجہ نہیں۔

فائدہ (۲)

غمِ عاقبت و دیدارِ الٰہی کے بیان میں

اللہ جل شانہ جس طرح اپنے بندوں کی ذات کا خالق ہے۔ اسی طرح ان کی افعال کا بھی خالق ہے اور یہ جو حدیث شریف میں ہے کہ السعید من سعد فی بطن امہ والشقی من شقی فی بطن امہ یعنی سعید اور شقی دونو ماں کے پیٹ ہی سے سعید و شقی پیدا ہوتے ہیں تو یہ اللہ جل شانہ کے علم نفسی کے طرف اشارہ کرتا ہے رہا واقع نفس الامری وہ یہ ہے کہ جو سعید ہے وہ غم عاقبت رکھتا ہے اور اس سے حسنات و مبرات ہی ظاہر ہوتے ہیں اور جو شقی ہے وہ انجام سے غافل ہے اور اس سے منہیات و سیئات سرزد ہوتے ہیں۔ پس ذرا گریبان میں منہ ڈالکر اپنے تئیں دیکھو اور اپنے افعال پر نظر کرو کہ وہ کس طرف اشارہ کرتے ہیں۔ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) نے دوزخ و بہشت اور اہل دوزخ و اہل بہشت سب کی توضیح فرمادی اور تم بے غم و خرم بیٹھے ہو۔ یاد رکھو کہ عذاب کے چند قسمیں ہیں۔ ایک عذاب حسی ہے جسے سب کوئی جانتے ہیں مگر ایک عذاب تنہائی و قلق و اضطراب ہے۔ دوسرا شہود جمال رحمٰن سے محروم رہنے کا عذاب ہے اسی طرح نعیم بہشت ہیں۔ وہاں آرام و قرار ہے وہاں رب جل و علی کے جمال جہاں آرا کا ہر ساعت ایک نیا شہود بھی ہے یہ توضیح سنکر تمہیں رغبت طلب تو ہوتی ہے مگر حصول مقصد کے اسباب کہاں ہیں۔ اضطراب کہاں چشم نمناک کہاں۔

ماخوذ از مکتوب نمبر (۲) خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رضی اللہ تعالیٰ عنہ بجانب مولانا محمد معلم و بعضے یاران دیگر گجراتی۔

آہ سرد کہاں ہا ہائے۔ اس کلام میں دردمندی اور سوز و سازکی طرف ایما فرمایا گیا ہے مگر ایسا شخص چاہیئے جو کار افتادہ اور گرفتار بلا ہو تاکہ اُس کلام سے کچھ ریزہ چینی کر سکے۔

ہمیشہ اپنے احوال کا تجسس و تفحص کرتے رہو اور اپنے مزید نفع و نقصان سے غافل نہ رہو اگر مقصود سے دامن خالی ہے تو خیر ورد طلب ہی سے دامن پُر کر لو اگرچہ نامردوں کی طرح معرکہ میں حملہ آور نہیں ہو سکتے تو خیر مردوں کی طرح نعرہ ہی مارو۔ اگر گریہ نہیں آتا ہے تو خیر رونے والوں کی سی صورت ہی بناؤ۔ گریا بنی کند قبولت ؛ خود را بستم بہ زلف او بند۔ اگر کار برعکس ہے تو بھی ہمت نہ ہارو اُسی کے دروازے پر ڈیرے دے کر بیٹھ جاؤ۔ بت پرست کو نہیں دیکھتے کہ بیچارے کا محبوب گم ہو گیا ہے مگر ایک پتھر سے صورت محبوب تراش کر اپنی وہم میں محبوب ہی کو حاضر و شاہد تصور کر رہا ہے تم بھی کیوں نہیں ایک وجدان پیدا کرتے اور اپنے محبوب کو حاضر و ناظر جانتے جس طرح سے بُت پرست پتھر کی مورت سے فیضیاب ہو رہا ہے تم بھی ضرور بالضرور اپنے تصور یار سے مستفید ہو گے۔ درحقیقت اس تصور سے بھی ایک فیض پہنچتا ہے جو عالم حقیقت ہی سے نازل ہوتا ہے۔ حسین منصورؒ نے انا الحق کہا اور بایزید بسطامیؒ نے سبحانی ما اعظم شانی کہا۔ نہ وہ حق تعالیٰ تھے اور نہ ذات سبحانی لیکن آفتاب و ماہتاب حقیقت اور شمع انوار الوہیت کا ایک پرتو پڑا تھا جو ایسے کلمات بولنے لگے۔ اسی طرح کا ایک پرتو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر بھی پڑا تھا جب کہ کوہ طور پر تجلی ہوئی اور حضرت موسیٰ کی نظر اس پر پڑی آپ بے ہوش ہو کر گر پڑے فخر موسیٰ صعقا۔ جب ہوش میں آئے تو کہنے لگے تبت

اَلیک گو اسے دیکھا نہیں اور عکس ہی عکس کے مشاہدہ پر ہوش میں نہ رہے مگر رجوع اسی طرف کیا اور ہر شئے کو وہاں سے دور کرکے اسی کے ہو رہے۔

یاد رکھو کہ اگر تم اُسے نہیں دیکھتے تو کیا ہوا وہ تو تمہیں دیکھتا ہے
ان لم تکن تراہ فانہ یراک۔ اگر تمہارا بھی وہم دوری دور ہو جائے اور قرب حقیقی کا تصور جم جائے تو عجب نہیں کہ تم بھی اپنے دل کو ماسوی سے خالی کرکے اوسی کے ہو رہو اور تبت الیک کے مصداق بن جاؤ۔ کسب یہی ہے اور راہ وصول یہی ہے۔ یہی سنت اللہ ہے جو عام راستہ ہے اگرچہ اس کے علاوہ ایک موہبت کا بھی راستہ ہے۔ مثلاً تم نے کسی بھوکے کو کھانا کھلایا، پیاسے کو پانی پلایا۔ تمہارا یہ عمل قبول فرما لیا گیا اور بارگاہ وہاب العطایا سے بلا کسب ایک نعمت نصیب ہو گئی تو بھی یہی تصور و تخیل دل میں متقرر و متمکن کیا جائے گا اور اس سے فیض پہنچیگا۔

قیامت میں جب اہل جنت داخل جنت ہو چکیں گے تو ان سے پوچھا جائے گا کہ اور بھی کوئی آرزو ہے۔ وہ کہیں گے جس قدر ہم چاہتے تھے اس سے بہت زیادہ مل گیا۔ اللہ جل شانہ فرمائے گا کہ نہیں ابھی ایک تمام نعمتوں کی نعمت باقی ہے یعنی میرا دیدار۔ یاد رکھو کہ معشوق خود عاشق کا خواہاں ہوتا ہے۔ مگر اس کی غیرت یہ چاہتی ہے طلب عاشق ہی کی طرف سے ہو۔

یہ مسلمہ ہے کہ بندہ اللہ جل شانہ کو خواب میں دیکھ سکتا ہے۔
رویۃ اللہ فی المنام جائزۃ سب علماء پڑھتے اور جانتے سمجھتے ہیں حیرت تو یہ ہے کہ مسائل جیض و نفاس کی تحقیقات میں وہ بہت بڑا وقت صرف کرتے ہیں اور ایمان لاتے ہیں مگر رویت حق سبحانہ کا اندوہ

کبھی انہیں بے قرار نہیں کرتا اور اس آرزو میں سوتے وقت کبھی آنکھ نہیں ہوتے نہ آہ سرد ان کے منھ سے نکلتی ہے اور نہ ایک آنسو ان کی آنکھ سے ٹپکتا ہے۔

انا للہ و انا الیہ راجعون۔

فائدہ (۳ و ۴)

انوار غیبی طلب و محبت الٰہی کے بیان میں

جب آئینۂ دل طبیعت کے زنگ اور بشریت کی ظلمت سے پاک و صاف ہو جاتا ہے تو اس میں انوار غیبی کے قبول کرنے کی صلاحیت پیدا ہو جاتی ہے۔ شروع شروع میں یہ انوار تجلّی کی چمک کی طرح آتے جاتے ہیں پھر جتنی جتنی قلب میں صفائی بڑھتی جاتی ہے ان میں قوت آتی جاتی ہے اس کے بعد چراغ شمع اور آگ کے شعلوں کی طرح یہ چمک نظر آتی ہے۔ یہ سب ارضی انوار ہوتے ہیں جن کے بعد ستاروں چاند اور سورج کی چمک کی طرح کچھ انوار نظر آتے ہیں۔ یہ علوی انوار ہوتے ہیں۔ ان میں کبھی کبھی ایسی روشنی ہوتی ہے کہ ہزاروں چاند اور سورجوں کی روشنی ان کے آگے ماند ہوتی ہے۔

جو نور کہ بجلی کی چمک کی طرح ہوتا ہے وہ اکثر و بیشتر وضو اور نماز کی برکت سے ظاہر ہوتا ہے اور جو چراغ و مشعل کے نور کے مانند ہوتا ہے۔ وہ یا تو ولایت شیخ یا نبوت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے رونما ہوتا ہے۔ قندیل یا مشکوٰۃ کی طرح جو نظر آئے تو وہ بھی یہی نور ہے لیکن

ماخوذ از مکتوبات (۳ و ۴) خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رضی اللہ تعالیٰ جو قاضی علم الدین بہروچی کے نام تھے

جو نور کہ ستاروں اور آفتاب و ماہتاب کے طرح ہوتا ہے وہ روحانیت کا نور ہے جس قدر دل میں صفائی ہوتی ہے اسی قدر اس نور میں تابش ہوتی ہے۔ اگر ماہ تمام نظر آئے تو سمجھنا کہ آئینہ دل صاف ہو گیا۔ جتنی چاند میں کمی ہو گی اسی قدر صفائی قلب میں کمی ہوگی اور اگر سورج نظر آئے تو سمجھنا کہ یہ روح کے نور کا عکس ہے اور اگر دونوں ایک ساتھ نظر آئیں تو گویا قلب و روح دونوں منور ہیں لیکن نور روح ابھی تک حجاب میں ہے۔ صورت خورشیدی ایک حجاب کی دلیل ہے ورنہ نور روح بے شکل و بے صورت ہے۔

کبھی کبھی صفات خداوندی کے انوار بھی ان حجابات روحانی اور قلبی کے آڑ میں لمحہ افگن ہوتے ہیں۔ یہ انوار خود بتاتے ہیں کہ کس عالم کے ہیں۔ جان میں ایک ذوق پیدا ہو جاتا ہے اور یہی ذوق ان کی معرفت کے طرف رہنمائی کرتا ہے۔ الفاظ میں یہ شئے ادا نہیں ہو سکتی صرف اس قدر کہہ سکتے ہیں کہ صفات جمال کے انوار منور کر دیتے ہیں اور صفات جلالی کے انوار میں سوزش ہوتی ہے یہ محرق ہوتے ہیں نہ کہ مشرق۔ اگر تمہیں یہ انوار کچھ نظر نہ آئیں تو بھی روا ہے مزے کرو۔

کبھی ایسا ہوتا ہے کہ جب دل پورے طور پر مصفا ہو جاتا ہے تو حقیقتاً آیہ سنریھم ایاتنا فی الافاق وفی انفسھم اگر آدمی خود اپنے اندر نظر ڈالتا ہے تو اسے سب حق ہی حق نظر آتا ہے اور اگر باہر نظر ڈالتا ہے تو بھی سب حق ہی حق نظر آتا ہے۔ حق تعالیٰ جل شانہ کا نور مبارک روح کے نور پر عکس افگن ہوتا ہے اور مشاہدہ بھی ذوق کے ساتھ ہوتا ہے لیکن جب بغیر روحی و قلبی حجاب کے نور حق تعالیٰ مشہود ہوتا ہے تو بے رنگی و بے کیفی۔ بے حدی۔ بے مثلی۔ بے ضدی نمایاں ہوتی ہے۔ تمسک و

تمکین کا لوازمہ ساتھ ہوتا ہے۔ یہاں طلوع ہے نہ غروب نہ یمین و نہ یسار نہ فوق و نہ تحت۔ نہ مکان نہ زمان نہ قرب و نہ بُعد۔ نہ شب و نہ روز نہ عرش و نہ فرش اور نہ دنیا و نہ آخرت۔ یہاں پہنچکر قلم ٹوٹ جاتا ہے۔ زبان گنگ ہو جاتی ہے۔ عقل خبط اور فہم و علم گم ہو جاتے ہیں۔ دیکھو عُجب و خود بینی سے بھاگتے رہنا۔ مقام بُعد میں رہ کر حسرت نایافت میں گھلنا بہتر ہے مگر مقام قُرب میں پہنچکر عُجب یافت میں مبتلا ہونا بہتر نہیں۔ اس لئے کہ عُجب مقدمۂ زوال ہے خبردار اس مقام کی دوری اور ہولناکی سے خاطر میں کوئی فتور و نفور پیدا نہ ہونے پائے کہ تم چھوڑ چھاڑ کر راہ فرار اختیار کرو۔ یہ خوف صرف لکھنے اور کہنے میں آتا ہے درحقیقت مایوسی کی کوئی وجہ نہیں۔

نومیدی کسی حال میں جائز نہیں۔ یہاں کار بے علّت ہے۔ بہت سے ایسے ہوئے ہیں جنہیں بت کے سامنے سے اُٹھا کر طرفۃ العین میں حتیٰ کہ بت کے سامنے سجدہ گاہ ابھی گرم ہی تھی کہ تمام ملک و فلک سے انہیں اتنا آگے پہنچادیا ہے کہ جن و انس و ملک انہیں لوٹانا چاہیں تو کچھ نہ کر سکیں اور حیران رہ جائیں اور کہیں ان کا نشان بھی نہ پائیں اور کہیں کہ یہ کیا تھا اور کیا ہو گیا۔ اس کا جواب یہ ملتا ہے کہ کارساز حقیقی فعال لمایرید ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے کوئی اس کا ہاتھ پکڑنے والا نہیں۔ کوئی اس سے جواب طلب کرنے والا نہیں۔ اس بارگاہ میں نہ چوں و چرا کی گنجایش ہے اور نہ سبب و علّت کو دخل ہے۔

اے برادر حق تعالیٰ تمہیں اپنا طلبگار بنائے۔ وہی صاحبِ دولتوں کی منتہا اور مرجع ہے شروع ہی میں الست بربکم کا تم سے عہد لے کر اس ہی نے تمہاری طینت و روحانیت اور ذرہ انسانیت پر اپنے نور

کی بارش فرمائی اور جرعہ جام الست پلا کر تمہیں ایسا مزہ چکھا دیا کہ وہ کبھی زائل نہیں ہو سکتا۔ اسی مزے میں تمہاری حیات ہے۔ وہ نور مبارک ہمیشہ اپنے مرکز اور معدن کی طرف رجوع ہوا کرتا ہے اور اس عالم سے الفت نہیں رکھتا ؎

عشاق تو از ازل چو مست آمدہ اند　　سرمست زبادہ الست آمدہ اند

پروانہ صفت عشاق بڑے جانباز ہوا کرتے ہیں۔ روز الست ہی ان کی گردن میں جذبہ الوہیت کی کمند ڈال دی گئی ہے اور اب تو پروبال لا کر سرادقات جمال اور شمع جلال کے گرداگرد اپنی پرواز کرتے نظر آتے ہیں کہ اس کے سوا کچھ نہیں کہا جا سکتا کہ من تقرب الی شبراً تقربت الیہ ذراعاً ایک جذبۂ حق نے جس کی شان یہ ہے کہ جذبۃ من جذبات الحق توازی عمل الثقلین انہیں کنار وصل تک پہنچا دیا ہے اور یہ آواز آرہی ہے کہ تو کب تک ہماری ہوائی ہویت میں ان پروبال سے طیرانی کرتا رہے گا۔ اب آشیانہ والذین جاھدوا فینا میں قرار لے تاکہ سنت لنھدینھم سبلنا کے مطابق اپنے انوار کے شعلے سے ہم ایسے پروبال کرامت فرمائیں کہ سر یہدی اللہ لنورہ من یشاء تجھ پر کھل جائے۔

اے پردار زینہار بددل نہ ہونا کیونکہ ہوائے لطف چل رہی ہے اور وہ افتادہ لوگوں ہی کی تلاش میں رہتی ہے۔ تم نے کیا یہ نہیں سنا کہ سات سو ہزار برس ملائکت سجادہ و اطاعت کے سالکوں اور خانقاہ عصمت و صلاحیت کے تکیہ نشینوں نے شکستہ عزت سے کمر کو سہارا دیکر یہ کہنا شروع کیا تھا کہ "کار ما داریم" ہم نے خدمت کی ہے؟ "[illegible]" از لطف

چلنے لگی اور آب وخاک کے ڈھیر کو جو قدموں تلے پڑا ہوا تھا اٹھا کر کھڑا کر دیا اور ندا دی کہ انی جاعل فی الارض خلیفہ ملائکہ نے عرض کیا ہمیں اس کے فتنہ وفساد جھیلنے کی طاقت نہیں ارشاد ہوا لیس فی الحب مشاورۃ یہیں اس سے الفت ومحبت ہے اور الفت ومحبت میں کسی مشورہ کی ضرورت نہیں ع با تو چہ گویم کہ تو مجنوں نہ ۔ تمہارے دروازے پر بھیجیں تو تم رد کر دینا۔ تمہارے ہاتھ فروخت کریں تو تم مت خریدنا۔

اے جان برادر طلب میں محکم و مستقل رہو۔ اس راہ میں اپنے گناہوں پر نظر ڈالنا اور مایوس ہونا نہایت برا کام ہے مگر ان میں مبتلا ہونا بھی سخت شنیع ہے۔ جس کسی سے عداوت ہوئی ہے تردامنی سی ہوئی ہے۔ یہ بھی سمجھ لو کہ دستار خواجگی سر پر رکھ کر یہ کام کسی سے نہیں ہوسکتا خود اپنے باپ حضرت آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھو۔ چلہ کی ابھی صبح ہی ہوئی تھی کہ آنکھ کھلتے ہی اور جمال عشق پر نظر پڑتی ہے۔ یہ لگا ؤ عشق جنت میں بھی انہیں آرام لینے نہیں دیتی۔ کہتے ہیں کہ ہمارا یہ قدم جو مسافرانہ اور سالکانہ ہے ہمیشگی میں رہ کر گرفتار بندش نہیں رہ سکتا اور عشق ومحبت کا یہ سر پر خمار جو ہمیں ملا ہے وہ تاج کا بار نہیں اٹھا سکتا۔ ہمیں الف کے کے مانند قد عطا ہوا ہے اسی طرح ہمیں آزاد رہنا چاہیئے۔ علل واسباب اور حشم وخدم کو آگ میں جھونک دینا چاہیئے۔ یہ کہکر ایک عاشقانہ نعرہ مارتے ہیں اور لبیک کہہ کر ہشت بہشت کو وداع کرتے ہیں جب تک جنت میں میں رہے تاج بر سر و خلعت در بر مقربان بارگاہ کی طرح رہے۔ جب وہاں سے نکل کر عشق وعاشقی کے راہ اختیار کی تو ستر عورت کے لئے بھی درخت کے پتوں کے سوا کچھ نہ ملا مگر آدم کے ذرہ ذرہ سے یہ نعرہ عشق بلند تھا ؎

اے قبلۂ حقیقی بنمائے رخ کہ مارا　　بگرفت دل بکلی زین قبلہ مجازی

ہاں بہشت کے درختوں کے زیر سایہ عشق کے سبق کی تکرار نہیں کی جا سکتی اس کے لئے شارستان ابتلا میں گھر بنانا چاہیے اور دبیرستان بلا میں عمر بسر کرنی چاہیے۔ محبت میں بلا ایسی ہی ہے جیسے کہ دیگ میں نمک۔ بغیر اس کے مزہ ہی نہیں معلوم ہوتا۔

جو صاحب جمال کہ اپنے عشق پر ناز کرتا ہے وہ داد جمال نہیں دیتا داد جمال دینا تو یہ ہے کہ کل جب یہ خطاب آئے کہ ہماری طرف نظر کرو تو یہ کہے کہ ایسے جمال مبارک پر مجھ جیسے کا نظر ڈالنا یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ کہاں میری نظر کہاں یہ جمال جہاں آرا!!

اے برادر جس روز کہ بساط محبت بچھائے اسی روز تمام مرادوں کو آگ لگا دے۔ سالک اول حضرت آدم صفی صلوات علیہ نے سو برس خون جگر منہ پر ملا۔ حضرت نوح جیسے برگزیدہ بارگاہ کے جگر پر یہ تیر لگا کہ انہ لیس من اھلک خلیل اللہ جیسے پیغمبر پر جسے خلعت خلت عطا ہوا تھا نمرود طاغی کو مسلط فرمایا گیا۔ یوسف علیہ السلام کو مصر کے بازار دل میں چار سو پھرا کر غلاموں کے صف میں کھڑا کر کے چند کھوٹے درہموں پر بیچ ڈالا۔ زکریا کو آرہ سے دو پارہ کیا۔ ایوب کو سالہا مرض سرطان میں مبتلا رکھا۔ حضرت موسیٰ جیسے کلیم اللہ کو لن ترانی کا چرکا لگایا۔ یہ سب کچھ عشق و عاشقی میں سزاوار ہے اور ہوا کرتا ہے ۔

حسن را قاعدہ جو راست بتامی دانم　　باکہ کردی کہ بہ مسعود وفا خواہی کرد

اے برادر یہی مقصود ہونا چاہیے۔ مرد کو چاہیئے کہ یہ کہے یا جان جائے یا مقصود ہاتھ آئے۔

یا بکام دشمناں گردیم یا سلطاں شویم یا بدست آریم سرے یا در اندازیم سر

یہ مقصود گوہر شب چراغ ہے اور اس کی قیمت اسی لئے زیادہ ہے کہ دریائے خونخوار کے موجوں میں یہ موتی ملتا ہے۔ اس گوہر نایاب کے لاکھوں طالب ہوتے ہیں جو اس کے لئے جان فدا کرتے اور قعر دریا میں کے بل جاتے ہیں کہ اس کی کہیں سے مہک اور خوشبو ہی مل جائے۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ کوئی شخص غافل وار یہاں قدم رکھے۔ صد ہزار بحر جلال کی مچھلیاں منہ کھولے منتظر ہیں کہ اگر کوئی غفلت و تردامنی کرے تو اسے نگل لیں تاکہ اس کے آنے جانے کا کسی کو پتہ ہی نہ لگے۔ کوئی غافل جب اس سمندر میں تردامن رہ کر قدم رکھتا ہے تو وہ لعین نہنگ قعر دریائے جلال جو اس بارگاہ کا دربان ہے سامنے آکھڑا ہوتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ نہیں پوچھتا تو مجھے شاید نہیں جانتا۔ میں وہ ہوں کہ آسمان اول کے سکان مجھ سے تسبیح کے ادب سیکھتے تھے اور آسمان دوم کے سکان تہلیل کے آداب مجھ سے حاصل کرتے تھے۔ اسی طرح تمام دیگر آسمانوں والے میرے لئے مسند درس تدریس بچھاتے تھے لیکن ان سب دولتوں پر میں نے لات ماری اور لعنت کا قشقہ پیشانی پر کھینچ کر شرع محمدی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی گلی میں آ بیٹھا کہ کسی تردامن کو یہاں گھسنے نہ دوں اب تو اگر جانا چاہتا ہے تو اخلاص کا تاج سر پر رکھ اور چلا جا ورنہ میرے تنگنا رہند میں تیری جگہ ہے اے برادر یہ لعین کسی ایرے غیرے کم ہمت کمینہ خصلت کے لئے اپنی جگہ سے جنبش بھی نہیں کرتا۔ بڑا غرور اور ہٹنے والا ہے۔ جب تک کہ کوئی صدیق اس مملکت میں قدم نہیں رکھتا اور کوئی کھرا یکبار ادھر نہیں آتا یہ لعین اپنی جگہ سے حرکت بھی نہیں کرتا۔

فائدہ (۵)

غفلت سے بچنے کے بیان میں

ایک گلخن تاب بادشاہ کے جمال جہاں آرا پر عاشق تھا۔ بادشاہ کو بھی اس کا علم تھا۔ ایک روز اس کی طرف سے بادشاہ کا گزر ہوا۔ عشق کی خلش اندر چھیڑ چھاڑ کر رہی تھی۔ بادشاہ نے باوصف علم دولت وسلطنت گلخن تاب کو دیکھنے کے لئے اس کے مکان پر نظر ڈالی مگر وہ حاضر نہ تھا۔ بہ نظر جب خالی گئی تو بادشاہ خجالت سے عرق عرق ہوگیا۔ پس اے غافل دعوئ عشق مت کر یا تو اسی کا ہو رہ۔ حاضر باش بن اور ایک لمحہ کے لئے بھی اس سے غافل مت ہو یا پھر لاف زنی نہ کر۔ مرد حازم بن اور احتیاط برت تو نہیں جانتا کہ ایک صیاد ایک تالاب پر سے گزر رہا تھا۔ وہاں اسے کچھ مچھلیاں نظر آئیں۔ اس نے کہا آؤ انکا شکار کریں۔ کچھ مچھلیاں جو محتاط تھیں تاڑ گئیں اور پہلے ہی سے بھاگ گئیں جو غافل تھیں وہ جال میں پھنس گئیں۔ حزم سے انہیں کو فائدہ ہوا جنہوں نے غفلت نہیں کی تھی۔ پس بندہ کو بھی چاہیئے کہ غفلت کو راہ نہ دے ورنہ دشمن کے پھندے میں پھنس جائے گا اور ہلاک ہوگا۔ یاد رکھو مخبر صادق علیہ السلام نے خبر دی ہے کہ قیامت آنے والی ہے اور کھوٹا کھرا۔ غافل و حازم سب ظاہر ہو جائیں گے لیکن قبل اس کے کہ وہ آئے خدائے عزوجل نے دنیا کو دارالامتحان بنایا ہے۔ یہ دنیا عروس بیوفا

؎ ماخوذ از مکتوب نمبر (۵) خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رضی اللہ تعالیٰ جو بعض مریدوں کے نام

اور فریبندہ لالقا ہے۔ مرد عاقل و حازم کا شیوہ یہ ہے کہ اس طرف منہمک نہ ہو اور حق الحقیقۃ ہی کی طرف نظر رکھے اور زہد اختیار کرے۔ زہد ہی یار باوفا اور ہمنشیں باصفا ہے پس اگر بندہ حزم و زہد اختیار کرے گا اور اپنے خالق سے ایک لمحہ کے لئے بھی غافل نہ ہوگا تو بس کامیاب ہوگا۔ فقد فاز فوزاً عظیماً اور اگر اس کے برعکس ہے تو پھر اس کی ہلاکی و گرفتاری لازمی ہے اعاذنا اللہ منہا

فائدہ (۶)

عقل و عشق و اتباع شریعت و سنت نبوی صلعم کے بیان میں

عقل مردوں کے لئے ایک بیش قدر چیز ہے مگر عشق وہ شئے ہے جو بڑے بڑے قلعے اور پہاڑوں کی اونچی اونچی چوٹیاں آناً فاناً میں فتح کر دیتی ہے۔ عقل کہا کرتی ہے کہ خطرہ میں مت پڑو مگر عشق کہتا ہے کہ تم پرواہ نہ کرو۔

یہ عشق ہے اور یہ عقل۔ جن کی صفتیں حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز بیان فرما رہے ہیں اور بڑے بڑے لوگوں کا بھی یہی قول رہا ہے عشق ایک سہ حرفی لفظ ہے جس میں کوئی حرف علت نہیں۔ پس عشق جیسا ظاہر لفظ میں ہے ویسا ہی باطنی معنی میں علت سے خالی ہے۔ عشق کو علت سے کیا تعلق جیسے کہ دیوانہ کو اس کی دیوانی حرکتوں سے پہچانتے ہیں اور شاعر کو اس کی ترکیبوں اور اشاروں سے اسی طرح عاشق کو اس کے احوال سے

ماخوذ از مکتوب ملا خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رضی اللہ عنہ جو جھٹے مریدوں کے نام ہے ۱۲

شناخت کرتے ہیں۔ مجنوں سے کسی نے کہدیا کہ لیلیٰ مرگئی۔ بوجہ عنسیت عشق اس کے دل پر ایک تیر تو لگا مگر وہ لیلیٰ کے دروازہ پر آکر لیٹ گیا گویا کہ قبلولہ کررہا ہے۔ اس کی لیلیٰ نہیں مری تھی اس کے فکر اور اندیشہ میں وہ اسی کے پاس موجود تھی۔ اسی طرح تم بھی فکر و اندیشہ کو ہاتھ سے نہ جانے دو درحقیقت تمہیں بھی ایسا ہی نظارہ نصیب ہو گا سے تا چند دلا بہ این وآن ویزی آنگاہ کہ مرد شوی زہر دو جہاں بگریزی۔ یعنی اے دل تو کب تک این وآن میں مبتلا رہے گا جب اس سے دست بردار ہو کر صرف اسی کے واسطے الگ کھڑا ہوجائے گا تو اس وقت تو مرد ہو گا۔ قیامت میں جب حشر کا میدان ہو گا تو عشاق مستانہ وار خوش خوش نظر آئیں گے عقل کا اس وقت کہیں ٹھکانہ نہ ہو گا۔ جمال ازلی کا طالب اپنے محبوب کے طلب میں اِدھر اُدھر تلاش میں ہو گا کہ ناگاہ حق تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے تجلی جمال فرمائے گا۔ اس گرفتار و مبتلائے عشق پر جس خیال میں کہ وہ ہو گا اسی کے مطابق جمال کے تجلی ہو گی پھر اس کی حالت ہو جائے گی جو ہو جائے گی۔ میں نے ایک طالب عاشق کو اپنے کانوں یہ نالہ وزاری کرتے سُنا ہے کہ الٰہی اوس ذات مقدس کو جو کہ عزت و کبریائی کے پردوں میں مستتر ہے اپنے لطف وکرم سے مجھے ایک نظر دکھا دے پھر اس کے بعد دوزخ کے ساتوں طبقوں کو مجھ پر جھونک دینا کچھ پروا نہیں۔ میں نے اپنے حضرت پیر و مُرشد کو یہ رباعی بار بار پڑھتے سنا ہے سے صوفی شوم و خرقۂ کنم فیروزہ ؛ ورد گسازم زدرد نو ہر روز زنبیل بدست دل دیوانہ دہم ؛ تا اندر تو در کند دریوزہ

یعنی ماسوائے اللہ سے دل کو پاک وصاف کرکے اور ایک فیروزی رنگ کا خرقہ پہن کر فقیروں کی صورت بناکر روز تیری عشق ومحبت کا راگ گاتا رہوں

لے حضرت شیخ نصیرالدین چراغ دہلی قدس سرہ العزیز

اوراس دیوانے دل کے ہاتھ میں ایک جھولی دیدوں کہ تیرے دروازے پر دھونی دے کر عشق و محبت کی بھیک مانگتا رہے۔

اب عقل کی شگوفہ کاری دیکھو۔ حزم و احتیاط اس کا جزو ہے۔ اس حزم نے مچھلیوں کو جو حازم تھیں کیا فائدہ پہنچایا۔ ماہی گیر اپنا جال ٹھیک کر رہا تھا کہ حازم مچھلیاں ناڑ گئیں اور مردہ صفت بن گئیں۔ صیاد نے گندہ سمجھ کر چھوڑ دیا۔ پس تدبیر کو جو تقدیر کے ساتھ ہم رشتہ ہے ہاتھ سے جانے نہ دینا چاہئے رہا اگر کوئی شخص بے خود ہوا اور ایک طرح کا نشہ اس پر سوار ہو تو اس پر کوئی جواب دہی نہیں۔ حتیٰ کہ ایک مثال ہے کہ ایک شخص تھا جو مونیز کی شراب تیار کر کے بہت سی پی گیا۔ جب نشہ غالب ہوا تو اسی ترنگ میں ایک مردہ عورت کو سمجھا کہ اس کی عروس ہے۔ یہ سب مستی و بے خودی کی کیفیتیں ہیں مگر وہ دیوانہ جو اپنے سے بیگانہ اور محبوب سے یگانہ ہے اس کی شان اور ہے۔ ؎ اں لے دل دیوانہ بخرام بہ خانۂ کاندر خم و پیمانہ تنہا ہمہ دیدم کہا جائے گا کہ یہ سب حکایتیں بے اصل اور موضوع بیان ہوں گے مگر جو معنی ان میں ہیں انہیں دیکھنا چاہئے اور یاد رکھنا چاہیئے کہ کوئی فرد بھی اس عالم میں جناب باری تعالیٰ کے فیض احدیت سے خارج نہیں۔ ہر مخلوق اپنے نفع اور ضرر پہنچانے والے کو جانتے پہچانتے ہی اور سب اس آیت پاک کی تفسیر معلوم ہوتی ہے۔ اعطی کل شی خلقه ثم هدی ایک حکایت ہے کہ چوہوں میں ایک بادشاہ ہوتا ہے۔ سب سے زیادہ موٹا تازہ تمام چوہے دور دور جا کر چرتے ہیں لیکن یہ ایک معزز مقام پر رہتا ہے اور سب اس کے سامنے دانہ چارہ پیش کرتے ہیں اور جب یہ بڈھا بیکار ہو جاتا ہے تو مار ڈالتے ہیں۔ یہ ایک نظام ہے۔ آخر یہ کہاں سے آیا؟ یہ

اسی فیض احدیت کا نتیجہ ہے یعنی اعطی کل شی خلقہ ثم ھدی اسی طرح کہا جاتا ہے کہ ایک سانپ ہوتا ہے اندھا۔ آبادی سے بہت دور رہتا ہے۔ جنگل سے بستی کے اندر بعض باغوں میں آتا ہے اور وہاں کی بعض اشیاء پھول پتی سے آنکھیں ملتا ہے اس سے اس کی آنکھیں روشن ہو جاتی ہیں۔ یہ کس نے اسے سکھلایا کہ تیرے لئے یہ شئے نافع ہے۔ یہ سب اسی فیض باری تسمّم کے شگوفہ کاریاں ہے۔ ان مچھلیوں نے جو حازم نہ تھیں ماہی گیر کو دیکھ کر ادھر اُدھر بھاگنا شروع کیا اور ماہی گیر نے جب جال ڈالا تو اسمیں آ گئیں اور پھنسکر ہلاک ہوئیں۔ انہوں نے بھی اپنے ضرر کو دیکھ لیا تھا مگر چونکہ عقل سے کام نہ لیا اور حزم نہ رہا اس لئے ہلاک ہوئیں۔ یہ تدبیر کو تقدیر سے ہم رشتہ نہ کرنے کا نتیجہ تھا۔ ان کہانیوں سے سبق حاصل کرنا چاہیئے اے دوستو اے بھائیو وقت کے یکایک آ جانے اور تقدیر کے دفعتہً ظاہر ہو جانے سے غافل نہ ہو ایاکم عن فجاءۃ الاجل وبغتۃ التقدیر۔ میں نے بہت دیکھا ہے کہ لوگ غفلت میں سوتے کے سوتے رہ گئے ہیں اور تقدیر کا لکھا یکایک ان کے سامنے آ گیا ہے۔ اب ایک حکایت اور سنو۔ طیفور شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو نور حضور اور اللہ جل شانہ کے شان بندہ نوازی اور تربیت شکر گذاری سے کافی حصہ ملا تھا ایک بار اُن پر فیض قدسی کا دروازہ کھلا تو التماس کیا اللھم ارحمنی واغفرلی۔ الٰہی مجھ پر رحم کر اور بخش دے۔ حضرت عزت تقدس تعالیٰ سے ندائے بے صوت آئی کہ اذھب فقد غفرت لک جا ہم نے تجھے بخش دیا۔ طیفور کے لئے یہ فرحت و انبساط کا وقت تھا اور اُدھر در فیض و بخشش وا تھا دعا کی الٰہی سب کو بخش دے۔ ارشاد ہوا "بخش دیا"

اب بے باکی دکھلاتے ہیں اور عبودیت کے مقام سے قدم اٹھا کر مقام فضول میں قدم رکھتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ ابلیس کو بھی بخش دے۔ اس پر ڈانٹ پڑی کہ وہ آتشی ہے۔ آتش کی تاب لا سکتا ہے تو خاکی ہے۔ اپنا غم کھا دیکھو فضولیات میں پڑنے کا یہ نتیجہ ہوتا ہے تم اس سے بچتے رہو۔ میں نے چند سالکان عارف اور فنا فی اللہ کو دیکھا ہے کہ ان کے بعض کلمات سے اسلام کو نقصان پہنچا ہے۔ مثلاً مولانا فرید الدین عطارؒ۔ مولانا جلال الدین رومیؒ اور شیخ محی الدین ابن العربیؒ وغیرہ ان سے بعض مسائل میں ایسے کلمات قلم سے نکل گئے ہیں جن سے اسلام کو نقصان پہنچتا ہے یعنی عوام ان کی حقیقت کو نہیں سمجھ سکتے اور بہک جاتے ہیں۔ اے عزیز اب سچے طالب نظر نہیں آتے اور مجاہدہ و ریاضت اور مواجب دینداری باقی نہ رہی۔ زمانہ خراب ہے حقیقت کو جاننے والے نہیں رہے۔ اتحاد جس کا صوفی ذکر کیا کرتے ہیں یہ نہیں ہے کہ دو وجود ایک ہو جائیں لاحول ولا قوۃ الا باللہ یا یہ کہ سالک ہلاک و فنا ہو جاتا ہے۔ بمصداق کل شئی ھالک الا وجھہ۔ محمد حسینی بھی اسی خیال میں تھا مگر جب حقیقت ظاہر ہوئی تو پردہ اٹھ گیا شریعت غرا کو جسے صاحب شریعت نے علیہ الصلوٰۃ والسلام اتنی محنت و مشقت سے رائج کیا تھا ایسے کلمات سے حک نہ کرنا چاہیئے یہ مناسب نہیں اللّٰھم الھمنا رشدنا وارزقنا اتباع حبیبك ونبیك وصفیك برحمتك یا ارحم الرحمین اتباع شریعت ہی میں سلامتی ہے ہاں مگر عشق یہ ایک دوسری ہی شئے ہے عشق آمد و خانہ کرد تاراج تو نیز نہیم دل بہ تاراج۔ مجنوں ہر نماز عصر کے وقت مستانہ و والہانہ جوش شوق کی رفتار سے کوئے لیلیٰ میں آتا اور جہاں لیلیٰ رہتی تھی اس کی کھڑکی کے

نیچے جا کر ایک پتھر پر لیٹ رہتا۔ لیلیٰ کی بھی نظر اس پر پڑ ئی۔ رقیبوں کو
بُرا معلوم ہوا۔ انہوں نے کہا کہ مار پیٹ سے یہ شخص نہ مانے گا آؤ پتھر کے
نیچے آگ جلائیں اور اُسے خوب گرم کریں جب مجنوں لیٹے گا تو اُسے حال
معلوم ہوگا۔ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ اُدھر وہ دیوانہ فرزانہ۔ از خویشتن بیگانہ
اپنے وقت پر آیا۔ پتھر پر جو ہمہ تن آگ ہو گیا تھا بیٹھا اور لیٹا اور جل بھن
گیا اور بدن سے دھواں نکلنے لگا۔ رقیب دوڑے کہ ارے دیوانے تو
جل گیا۔ اس نے کہا تن جل گیا تو کیا ہوا دل عرصہ ہوا کہ جل بھن چکا ہے
اس سرو قد لالہ رُخ۔ پستہ لب سے اس کے سوا اور کیا حاصل ہ

حاصل عشقش سہ سخن بیش نیست ‏ ‏ ‏ ‏ سوختم سوختم و سوختم

ایک دفعہ حضرت داؤد علیہ السلام سے اللہ جل شانہ نے اپنے دوستوں
کی تعریف کی کہ ہم نے بارہا ان کے دل پر بلائیں نازل فرمائیں مگر وہ ان
سب کو اس طرح پی گئے جیسے مصری کے گھونٹ اور ان بلاؤں پر فخر و
ابتہاج کرتے تھے۔ حضرت داؤد علیہ السلام کے دل میں بھی ایک جوش
آیا اور عرض کیا کہ ایک بلا مجھ بھی نازل فرما۔ بارگاہ عزت کے پردے
سے ندا آئی کہ تمہیں اس کی طاقت نہیں کہ ہمارے بیکان کے زخم کو سہ سکو
مگر حضرت داؤد علیہ السلام نے استدعا کی چنانچہ درخواست قبول ہوئی
اور ایک امتحان میں ڈالے گئے۔ قصہ یہ ہے کہ ایک روز وہ بیت المقدس
میں بیٹھے زبور کی تلاوت فرما رہے تھے کہ ایک چڑیا جس کا جسم زرخالص
کا اور چونچ مروارید کی تھی پاس نظر آئی آپ نے جلدی سے اس کی طرف
ہاتھ بڑھایا کہ بچوں کے کھیلنے کے لئے ایک کھلونا ہاتھ آئے گا۔ مگر چڑیا
اُچک کر آگے گئی۔ آپ نے ہاتھ بڑھایا تو وہ زینہ پر پہنچ گئی حضرت داؤد

اٹھے اور اس کی طرف چلے وہ اور اُچکتی ہوئی بالاخانہ پر پہنچی۔ آپ بھی پیچھے پیچھے گئے وہاں کوٹھے پر ایک مکان کا منظر نظر آیا کہ صحن بام پر ایک عورت ماہ پیکر۔ سرو قد۔ پستہ لب۔ بادام چشم نہا رہی ہے۔ غیر مرد کو دیکھ کر اس نے سر کو جنبش دی اور بالوں کا جوڑا کھلکر سارے جسم پر آگیا اور لمبے لمبے گھنے بالوں سے تمام بدن چھپ گیا۔ حضرت داؤدؑ کے دل پر عشق کا ایک تیر لگا اور آہ سرد کھینچکر بیٹھ گئے۔ یہ زن اُوریا تھی جسے آپ نے جہاد پر بھیجا چنانچہ میدان جنگ میں وہ مارا گیا اور آپ نے اس عورت سے شادی کرلی اسی قصّہ کو اللہ جل شانہ نے قرآن پاک میں اس طرح بیان فرمایا ہے کہ حضرت داؤد کے پاس دو شخص جھگڑتے ہوئے آئے ایک کہتا تھا کہ اس کے پاس ننیانوے بھیڑیں ہیں اور میرے پاس صرف ایک بھیڑ ہے پھر بھی اس نے میری ایک بھیڑ چھین لی۔ حضرت داؤد علیہ السلام کو اس سے تنبیہ ہوئی اور بارگاہ الٰہی میں توبہ کے لئے سجدہ میں گر پڑے۔ فَخَرَّ سَاجِدًا وَّ اَنَابَ۔

یہ ہیں عشق کے کارستانیاں ؎

عشق آمد و خانہ کرد نالی   برداشتہ تیغ لا و بالی

کسی کا شعر ہے ؎

من از عشق تو خون خوردن گرفتم   تو دیری زی کہ من مردن گرفتم

یعنی تیرے عشق میں خون جگر کھانے لگا ہوں خدا تیری عمر دراز کرے میں نے اپنی جان ہی دیدینے کا قصد کرلیا ہے۔ حضرت خواجہ صاحبؒ یہ شعر لکھکر فرماتے ہیں کہ اسے احمق یہ کہاں کی شکایت و حکایت نکالی۔ مرنا جینا تو مرحبا۔ ابدی عمر نصیب ہوگی۔ قیس عامری کی یہ دعا ! در کیہ ۔

یارب تو مرا بروے لیلیٰ ہر لحظہ بدہ زیادہ میلی = اللّٰھم زد فزد

فائدہ (۷)

ذکر و معائنہ و مشاہدہ کے بیان میں

زبان سے ذکر کرو تو وہ تعلقہ کہلاتا ہے۔ اور دل سے ذکر کرو تو وسو دل کے ذکر کو ذکر خفی کہتے ہیں۔ اس میں دل ہی دل میں ذکر کر کے دل پہ ضرب لگاتے ہیں۔ اس کے دو طریقے ہیں۔ ایک میں ظاہر کی رعایت کرتے ہیں یعنی گو ذکر دل ہی دل میں ہوتا ہے مگر ظاہری جسم کو کچھ حرکت دی جاتی ہے اور دوسرے میں ظاہر کی بالکل رعایت نہیں کرتے یعنی ظاہر جسم کو کوئی حرکت نہیں دیتے صرف حس کے ساتھ دل پر ضرب لگائی جاتی ہے۔ اس میں بہت اثر ہے۔ پھر ایک ذکر روحی ہوتا ہے جسے مشاہدہ کہتے ہیں یعنی ذکر کرتے وقت ذاکر سمجھتا ہے وہ حضوری میں ہے اور سامنے بیٹھ کر ذکر کر رہا ہے۔ اسے ذکر روحی اس لئے کہتے ہیں کہ روح اسے دیکھتی ہے اور اس ذکر کے ساتھ خود بھی ذکر کرتی ہے۔ اس کے علاوہ ایک اور ذکر ہے وہ ذکر سِر کہلاتا ہے۔ جسے معائنہ کہتے ہیں معائنہ اور مشاہدہ میں فرق ہے۔ مثلاً ایک شئے کو صبح تڑکے دیکھو۔ پھر اسی کو دوپہر کو دیکھو۔ ان دونوں اوقات کے دیکھنے میں بہت فرق ہوگا۔ صبح کے وقت جھٹ پٹا سا ہوتا اور کچھ اندھیرا باقی رہتا ہے لیکن دوپہر کو سورج کی روشنی ایسی جگمگاتی رہتی ہے کہ کوئی شئے چھپی نہیں رہتی۔ مشاہدہ

ماخوذ از مکتوب نبوی) خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رضی اللہ عنہ جو بعض مریدوں اور معتقدوں کے نام ہے ۱۲

بعض اوقات صاف نہیں ہوتا کبھی اس میں ہلکا سا حجاب ہوتا ہے اور کبھی واضح تر اور کشادہ تر مشاہدہ ہوتا ہے نیز ایسا بھی ہو سکتا ہے جیسے کہ آفتاب کا عکس پانی یا آئینہ میں۔ لیکن دوپہر کو جس طرح صاف ایک شئے نظر آتی ہے اسے معائنہ کہتے ہیں اس میں کوئی حجاب یا دھندلا پن نہیں ہوتا اسی کو کشف حقیقت کہتے ہیں امام ابو القاسم قشیریؒ فرماتے ہیں کہ اَنْوَارُ الْمُکَاشِفَۃِ بِتَجَلِّی الصِّفَاتِ وَاَنْوَارُ الْمُشَاھَدَۃِ بِظُھُوْرِ الذَّاتِ یعنی مکاشفہ کے انوار کا خزانہ صفات ربانی کی تجلی ہے اور مشاہدہ کے انوار کا قیام ظہور ذات سے ہے تجلی اور ظہور میں بہت فرق ہے۔ مثلاً معشوقہ لب بام آتی ہے اور عاشق صحن خانہ یا کہیں گلی میں ہوتا ہے اور نظارہ کرتا ہے اسے مشاہدہ کہتے ہیں۔ لیکن ایک صورت یہ ہوتی ہے کہ عاشق معشوقہ سے ہم زانو یا ہم بستر ہوتا ہے اور ایک دوسرے سے دل کے باتیں کرتے ہوتے ہیں یہ معائنہ ہے اور ظہور ذات۔

ذکر خفی میں مغائبت ہوتی ہے یعنی ذاکر مذکور میں گم ہو جاتا ہے مگر مذکور کی شان یہ ہے کہ کسی شئے کے واقع ہونے سے نہ اس کی ذات میں کوئی تغیر ہوتا ہے اور نہ صفات میں پس اوس سے اور گم ہونے سے کیا تعلق۔ ہاں ذاکر جو وجود و صفات دونوں اعتبار سے فانی ہے وہ بیشک باقی نہیں رہتا اور گم ہو جاتا ہے اور انوار صمدیت اسے گھیر لیتے ہیں اس کے بعد نہ قرب رہتا ہے اور نہ بُعد اور نہ گم ہونا اور نہ ملنا اور نہ فصل ونہ وصل ؎

تو او نہ نشوی ولیکن ار جہد کنی   جاے برسی کز تو توئی برخیزد

کچھ معلوم ہے کہ وہ کیا فرماتا ہے لمن الملک الیوم آج کس کی حکومت ہے پھر خود ہی جواب دیتا ہے للہ الواحد القہار یعنی اللہ کی جو یکہ وتنہا اور ہر شئے پر غالب اور چھایا ہوا ہے لیکن یہ بھی معلوم ہے کہ میں کیا

کہتا ہوں۔ میں کہتا ہوں کہ اللہ نور السمٰوٰت والارض یعنی وہ آسمانؐ زمین اور ہر شے کا اجالا اور ہر شے پر محیط ہے۔ پھر جب وہی سب پر چھا گیا تو کونین کا وجود کہاں رہا کونین اس میں فنا اور گم ہو گئے مگر شکر کا نام اور صفات سننا اور بات ہے اور شکر کھانا اور بات ہے پھر شکر کی حقیقت اور اس کے مبدا اور معاد پر آگاہ ہونا دوسری بات ہے اور پھر خود شکر ہو جانا کچھ اور ہی بات ہے خدا ہے پاک ہمیں تمہیں سیدھے راستے پر رکھے اور جن باتوں کو وہ پسند نہیں کرتا ان سے بچائے اور کجروی اور لغزش اور خطا سے اپنی پناہ میں رکھے۔

فائدہ (۸)

چند روزہ زندگی کو غنیمت سمجھنے اور ہمت عالی رکھنے کے بیان میں

حدیث شریف میں ہے اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ مَعَالِی الْہِمَمِ وَیَکْرَہُ سَفْسَافَہَا یعنی اللہ جل شانہ بلند ہمتوں اور اونچے ارادوں کو پسند فرماتا ہے اور حقیر اور پست ہمتوں اور رذیل ارادوں کو پسند نہیں کرتا دنیا کے جاہ و دولت اور مال و مکنت اک بجلی کی چمک اور بادل کے چلتے پھرتے سایہ کی طرح ہے۔ بجلی کبھی چمکی کبھی ڈوبی۔ کبھی آئی۔ کبھی گئی اس کا کوئی اعتبار نہیں۔ ایسی وہمی چیز سے کیا دل لگایا جائے کھاری مٹی میں کیا بویا جائے۔ پانی پر کیا نقش جمایا جائے اس میں نہ بھلائی کی امید ہے اور نہ کامیابی کی ؎ ایک سوکھی لکڑی کا گھوڑا

ماخوذ از مکتوب نمبر (۸) خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رضی اللہ تعالیٰ بجانب مولانا نظام الدین محقق رح

عہ وسائل الوصول مصنفہ یوسف بن اسمٰعیل نبہانی میں یہ حدیث موجود ہے مگر سفسافہا کی جگہ الا مورہے

بنانا ہے جس کا نہ قدم اٹھ سکتا ہے اور نہ اس سے منزل طے ہوسکتی ہے۔ آخرکار عاجز ہوکر بے دست و پا بیٹھ جانا پڑتا ہے مگر اس عاجزی اور منزل طے نہ کرنے کا احساس نہیں ہوتا۔ افسوس صد افسوس بھلے آدمی ؎

رخت بردار ازیں سرائے کہ ہست   بام سوراخ و ابر طوفاں بار

بادل گھرا چھایا ہوا ہے اور مکان کے چھت میں سوراخ پڑے ہوئے ہیں اس گھر سے جلد اپنا بوریہ بدھنا سنبھالو مقصود یہ ہے کہ اس زندگی کو چند روزہ مگر بہت غنیمت سمجھو اور جو سانس چل رہی ہے اسے بڑی نعمت جانو اور خدائے عزوجل کے جو طاعت وعبادت کر سکتے ہو کرو اور اس کی یاد سے ہر وقت اپنے دل وجان کو مالا مال رکھو اور اس کے سوائے اور کسی طرف دل نہ لگاؤ اور اس جہاں کے کام کو اُس جہاں کے سپرد کردو۔ پس اگر ایک ایسا نفس جو نا مرضیات سے پاک وصاف ہے اور ہر وقت حق تعالیٰ کی طرف متوجہ رہتا ہے تمام شرطوں کے ساتھ جیسا کہ حق ہے تمہیں نصیب ہو جائے تو شکر کرو۔ پھر گو تم دنیا میں رہو گے مگر سارے کام ٹھیک ہوتے رہیں گے جب دل میں خدائے عزوجل کی لو لگ گئی اور نفس میں پاکی آگئی تو ضرور بالضرور درجات میں ترقی اور مرفہ الحالی شروع ہو جائے گی خبردار خبردار ایک سانس بھی غفلت میں نہ نکلے ؎

نصیحت ہمیں است جان برادر   کہ اوقات ضائع مکن تا توانی

اے بھائی جہاں تک ہو اوقات ضائع نہ کرو جو کچھ کرو خدا کے لئے اور خدا کے دیدار کے لئے کرو خدا داں ہو جاوگے۔

اس فرزند شائستہ کے لئے جس کی درخواست حصول بیعت تم نے بھیجی تھی اپنی پہنی ہوئی ایک ٹوپی بھیجتا ہوں۔ خدا اسے دل خدا شناس اور نفس حق پرست دے۔ تمہیں اپنی طرف سے وکیل کرتا ہوں اس سے

کہنا کہ مولانا نظام الدین کے ہاتھ کو ہمارا ہاتھ سمجھے اور ان کی زبان کو ہماری
زبان اور جو تلقین کر لکھتا ہوں اسے سمجھے گویا کہ میری زبان سے سُنی ہے اس سے
کہنا کہ مولانا کو صدر میں بٹھانا اور ان کی طرف منہ کرکے تین جگہ زمین پر سر
رکھنا اور سمجھنا کہ تمہارا منہ ہماری طرف ہے ان کے ہاتھ پر ہاتھ رکھنا اور
سمجھنا کہ ہمارا ہاتھ ہے اور ان کی زبان کو ہماری زبان سمجھنا اور ان کی اسی
بول کو سنا کہ تم نے عہد کیا اس ضعیف سے۔ اس ضعیف کے پیر سے اور پیر
کے پیر سے اور تمام مشائخ طبقات رضوان اللہ علیہم اجمعین سے آنکھ کی
اور زبان کی نگہبانی کرنا اور جادہ شریعت پر رہنا اور جب مولانا پوچھیں کہ تم
نے قبول کیا تو کہنا ہاں قبول کیا۔ پھر وہ کہیں گے الحمد للہ اور قینچی لے کر سر
کے دونوں طرف سے تھوڑے تھوڑے بال کاٹ دیں گے اور تکبیر کہتے جائیں گے
اور اپنے ہاتھ سے میرے نائب بن کر جو ٹوپی میں نے بھیجی ہے تمہارے
سر پر رکھ دیں گے اور اس وقت بھی تکبیر کہتے جائیں گے پھر دو رکعت نماز
پڑھنے کے لئے ہدایت کریں گے۔ جب نماز پڑھ چکنا تو ان کے سامنے اس طرح
آنا جس طرح پیر کے سامنے آتے ہیں اور کچھ نذر پیش کرنا جو اگر ہو سکے تو
ہمارے پاس بھیجدینا ورنہ وہیں راہ خدا میں خرچ کر دینا۔ جب مولانا
نظام الدین یہ کہیں کہ تم نے اس ضعیف سے عہد کیا تو ضعیف سے یہ سمجھنا
کہ وہ خود "ہم" ہیں۔ اسی طرح ہر قول کو سمجھنا۔ پھر ہمارے اس ارشاد
کو جو وہ نیابتاً اپنی زبان سے کہیں گے ہمارا سمجھنا۔ یعنی پانچ وقت نماز باجماعت
گذارنا۔ جمعہ کی نماز اور غسل کو ناغہ نہ کرنا۔ ہاں اگر کوئی شرعی عذر مانع ہو تو
مضائقہ نہیں۔ ہر روز مغرب کی نماز کے بعد تین سلام سے چھ رکعت نماز
پڑھنا اور ہر رکعت میں تین تین بار سورہ اخلاص پڑھنا۔ اس نماز کے بعد

دو رکعت اور سلامتی ایمان کے لئے پڑھنا اور اسے ہمیشہ اس طرح پڑھتے رہنا کہ ہر رکعت میں سات سات بار سورۂ اخلاص اور ایک ایک بار قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس۔ دونوں سورتیں پڑھیں اور سلام پھیرنے کے بعد سجدہ کریں اور تین مرتبہ یہ دعا مانگیں یاحی یاقیوم ثبتنی علی الایمان یعنی اے وہ ذات جو زندہ و پائندہ ہے ہمارے قدم ایمان پر جمائے رکھ پھر عشاء کی نماز کے بعد دو رکعت اور پڑھیں جس کے ہر رکعت میں دس دس مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھنا ہوگا اور سلام پھیرنے کے بعد ستر مرتبہ یاوہاب کہنا ہوگا۔ اس طرح پر کہ "ھ" جس پر تشدید ہے سینے کے اندر سے نکل رہی ہے اور ہر ماہ میں چاند کی تیرہ۔ چودہ۔ پندرہ کو جو ایام بیض کہلاتے ہیں روزہ رکھنا ہوگا۔ اگر کسی وجہ سے ناغہ ہو جائے تو اسی ماہ میں پھر رکھ کر پورا کرلیں اور سفر و حضر کسی حالت میں نہ چھوڑیں۔

فائدہ (۹)

یادِ محبوب و روقت کی معموری کے بیان میں

اللہ جل شانہ فرماتا ہے انی جاعلک للناس اماما میں تمہیں دنیا کا پیشوا بناؤں گا۔ اے فرزند یہ کار عظیم تمہیں دیا گیا ہے اس کے حق کی ادائی ضروری ہے انبیاء بھی اس کے بوجھ تلے دبے جاتے تھے شرط کار یہ ہے کہ خلق خدا کی خیر خواہی اور نصیحت ہر وقت پیش نظر رہے اس کی جفا اور قفا پر صبر کرے اور کسی ملامت کرنے والے کے ملامت کی

[1] ماخوذ از مکتوبات ذیل از خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رضی اللہ تعالیٰ بجانب مولانا علاء الدین گوالیاری ثم کالپوری ؒ مطبوعہ مکتوبات (۱۱-۱۲-۱۳-۱۴-۱۵-۱۶)

پروا نہ کرے۔ شکستگی اور بیچارگی کو اوڑھنا بچھونا بنائے بلکہ اور بڑھاتا رہے اور جس شئے میں نقصان وزیاں کا رتی بھر اس سے دور بھاگے۔ جن و انس کو پیدا کرنے سے مقصود صرف عبادت اور بندگی ہے۔ محبت کی بات ہو یا معاشرت کی۔ دوستی کی بات ہو یا معاملہ کی اگر وہ خدائے عزوجل کے لئے ہے تو کیا کہنا۔ یہ کام جو تم نے اپنے سر لیا ہے اس میں لازمی شرط یہ ہے کہ بندہ بذل و ایثار سے کام لے۔ اللہ جل شانہ کی راہ میں خرچ کرے اور دوسرے لوگوں کی حاجتوں کو اپنی حاجتوں پر ترجیح دے اور اگر کل کے لئے کچھ نہ بچے تو کوئی اندیشہ نہ کرے۔ بھیر ظاہر کے ساتھ اتنا نہیں بلکہ معانی کے ساتھ بہت زیادہ دل کو مشغول رکھے۔ دنیا کی وجاہت اور خلق خدا کے آمد و شد کے لئے صورت بنانا کہ لوگ اسے دیکھیں اور ہجوم کریں اپنے تئیں ہلاکت میں ڈالنا ہے بالکل اس طرف خیال نہ کرے اور جو کچھ پیش آئے آئے صرف اپنے کام میں یکطرفہ ہو کر مشغول رہے ؎

فارغ چہ بود ز خود گذشتیم ؛ مارا نہ غمے نہ غمگسارے۔

بہر حال جو سامنے آئے آئے تم اس طرف متوجہ بالکل نہ ہو نہ دائیں طرف دیکھو اور نہ بائیں طرف۔ سیدھے منھ اٹھائے صراط مستقیم پر چلے جاؤ ؎ در ہر دو جہاں ہر چہ شود گو شو گو ؛ وز دور زماں ہر چہ شود گو شو گو
مشغول بحق باش و بہ بر انداز دو کون ؛ وز سود و زیاں ہر چہ شود گو شو گو

اے فرزند ہم نے جو بتایا ہے اسی پر قائم رہنا اور قدم پیچھے نہ ہٹانا! اگرچہ تم ہم سے بہت دور ہو اور گو صحبت اور نور حضور سے بہت سی برائیاں اور خرابیاں دور اور دفع ہوتی رہتی ہیں تاہم لیکن تدبیر یہ ہے کہ جو کچھ ہم نے بتایا ہے اسے کرتے رہو اور تمام معاملات میں استقامت پر

پر عمل، سرسری طور پر نہیں بلکہ توجہ دل کے ساتھ تو گو مشرق و مغرب کا فاصلہ درمیان میں کیوں نہ ہو۔ ہمارے ہم زانو کہے جاؤ گے یہ ایک کلیہ اور اصل اصول ہے اپنے اوقات کو اوراد و اذکار سے معمور رکھو اور تمام اعمال و اذکار میں اس کلیہ پر عامل رہو۔

نصیحت ہمین است جان برادر　　کہ اوقات ضائع مکن تا توانی

من فات وقتہ فقد فات ربہ جس نے اپنے وقت کو کھویا اس نے اپنے رب کو کھویا۔ دنیا کے اشغال ہر سالک راہ کے مزاحم ہوا کرتے ہیں لیکن طالب خدا کو چاہیئے کہ اگر پاؤں میں کانٹا بھی چبھ جائے تو بھی دوڑنے سے باز نہ رہے۔

یاد رکھو کہ ہر قوم کے لئے ایک ہادی ہوا کرتا ہے لِکُلِّ قَوْمٍ هَادٍ یہ ہادی مرشد ہے۔ مرشد کا جب دامن تھاما تو اس سے چپٹ جاؤ ذکر و مراقبہ تخلیہ و تجلیہ جو کچھ وہ بتائے اس پر عمل کرو لا الہ تخلیہ ہے اور الا اللہ تجلیہ ہے مراقبہ کی حالت ہو یا اجتماع کی دونوں صورتوں میں دل میں آئے جانے والی باتوں کو روکو اور نہ آنے دو اور جو خدشات اور توہمات ان باتوں سے پیدا ہوں ان سے انکار کرو اور دفع کرو اس سے تجلیہ و تخلیہ حاصل ہوگا اگر ایک ہادی کی پیروی تمہیں میسر ہوگئی تو یہ بڑی نعمت ہے اس کے بڑے اثر دیکھو گے۔ اس باغ سے جتنے معرفت کے پھل تمہیں نصیب ہوں گے اتنی ہی نعمت زیادہ ہوگی۔ کسی دین میں ان دو صفتوں کے بغیر سلوک طے نہیں ہو سکتا سوائے اس طلب کے جو عزم و تحمل کی شدت کے ساتھ ہو اور بجز اس تزکیہ نفس کے جو کمال حضوری کے ساتھ ہو اس معشوقہ تک لے جانے والا اور کوئی نہیں۔ اگر حضوری بکمال کو تم

تخلیہ و تجلیہ کا نام دو تو بھی جائز ہے۔ لوگوں سے صحبت کم رکھنا اور کم کھانا پینا لازمہ حال ہے۔ عاشقوں سے پوچھو کہ معشوق کے بغیر ان کا کیا حال ہوتا ہے محنت و بلا اور معشوقہ کی یاد عاشق کی غذا ہے اگر مواجہہ یار ہے تو تجلیات حسن کی بجلیوں سے اضطراب ہے اور اگر درمیان میں پردہ آگیا ہے تو عدم حضوری سے بیقراری ہے کھانا پینا کہاں۔ خواب وخور کہاں غیر یار سے صحبت کہاں ہے

باغم تو الفت و ہم خانگی   از دگراں وحشت و بیگانگی

عاشق صادق نہ سوائے دوست کے اور کسی کو دیکھتا ہے اور نہ سوائے اسی کے ذکر کے اور کچھ پسند کرتا ہے۔ اس کے منہ سے جب نکلتا ہے تو دوست ہی کا نام نکلتا ہے اسی کے خیال میں مستغرق ہے اور کچھ گفت ہے اور نہ شنید یہ منزل گم شدہ اور بیخود لوگوں کی ہے نہ کچھ اپنا خیال کرو اور نہ رشتہ داروں کا بلکہ ایک لحظہ کے لئے بھی خلق کے رد و قبول پر نظر مت ڈالو ورنہ دیدار دوست سے محروم ہو جاؤ گے نعوذ باللہ منہا اور اسے ضائع ہونے مت دینا اور نوافل و فرائض میں مشغول رہنا لِاَنَّ مَنْ فَاتَ وَقْتَہٗ فَقَدْ فَاتَ رَبَّہٗ اس لئے کہ جس نے اب وقت کو ہاتھ سے کھویا اس نے اپنے رب کو کھویا۔

فائدہ (۱۰)

مجاہدہ و ریاضت و تعمیل حکم پیر کے بیان میں

ہمارا یہی مطلوب و مقصود ہے کہ جو لوگ ہم سے تعلق پیدا کریں وہ

ماخوذ از مکتوبات ۱۷ و ۱۸ و ۱۹ از خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رضی اللہ تعالیٰ عنہ بجانب شیخ ابوالفتح علاء بحر

ماسوی اللہ سے منقطع ہوکر اپنا وقت تنہائی میں گذاریں اور مدام شغل میں بسر کریں۔ خواجہ نظام الدین احمد بدایوانی نے اپنے پیر و مرشد سے ایک مرتبہ استدعا کی کہ حضور میں چاہتا ہوں کہ مرجائی نہ بنوں۔ شیخؒ نے فرمایا ایسا ہی ہوگا مگر مجاہدہ شرط ہے۔ پس آپ نے بتقلید شیخ صوم دوام اختیار کیا۔ پس تم بھی مجاہدہ اور ریاضت کو آخر وقت تک لازم کرلو۔ سب سے کہدو کہ جو مرید کہ فاصلہ کے لحاظ سے پیر سے دور ہے مگر اس کے فرمان پر قائم۔ اور جو اسے حکم دیا گیا ہے اس پر عامل ہے اور رضائے پیر کا خواہاں اور ہر وقت یاد الٰہی کی طرف متوجہ ہے وہ دور نہیں بلکہ قریب ہے اور ہم زانوئے پیر ہے اور جو اپنے شیخ کے فرمان پر نہیں چلتا تو عیاذاً باللہ گو اس کا مکان بہت قریب ہے مگر وہ اتنا دور ہے جتنا مشرق سے مغرب۔

فائدہ (۱۱)

عشق و وصول و ذکر و قرب کے بیان میں

اس دنیا میں سب سے بہتر کام طلب خدائے عزوجل اور اس کا وجدان وعرفان ہے۔ گو کل موجودات کیا حجر کیا شجر کیا فرشتہ کیا جن کوئی اس کی معرفت سے خالی نہیں لیکن انسان کو ایک خاص عرفان و وجدان نصیب ہوا ہے جس سے بہت ہی کم مخلوق آگاہ ہے۔ یہ عرفان خاص انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور ان کے پیروؤں کے ساتھ مخصوص ہے۔

ماخوذ از مکتوب نمبر (۲۰) خواجہ بندہ نواز گیسودراز رضی اللہ تعالیٰ بجانب قاضی اسحٰق و قاضی مصلحا

معرفت کے لئے یہ ضرورہے کہ یہ خیال بطور دوام جگہ کرلے کہ وہ معشوق کی خدمت میں حاضر اور اس کی آنکھوں کے سامنے ہے۔ جب یہ توجہ بطور تام حاصل ہو جائے گی تو طالب یا تو اس کے دروازہ پر پڑا رہے گا یا اس کے کام میں رہے گا۔ اس کے لئے لازم ہے کہ ماسوا ے اللہ سے دل کو پاک وصاف کرکے اخلاق کی درستی اور تزکیہ کی کوشش کرے دل میں سوائے اس کے اور کسی کا خیال نہ آئے۔ تصور میں بس اسی کی صورت اور زبان پہ بس اسی کا ذکر رہے جب بات کرے تو اسی کے لطف و کرم کی اسی کے وفا و جفا کی۔ اسی کے بخشش و عطا کی۔ اس میں کبھی یہ ہوگا کہ غلبہ حال میں معشوق کے ناز و کرشمہ و لب و رخسار کی باتیں بھی منہ سے نکلنے لگیں گی مگر یہ سب پرکار محبت کی گردشیں ہونگی۔ معشوق کے کوچہ میں جس بہانہ سے ہو آتا رہے۔ بلکہ مسکین و عاجز و خستہ وار اس کی گلی میں ایک تنکہ کی طرح پڑا رہے طرح طرح کی تدبیریں کرے طرح طرح کی ٹونے ٹوٹکے کرے کہ کسی طرح حصول مقصد نصیب ہو۔ کوئی ایک دروازہ کھل جائے۔ اسی کوشش میں اس کے دروازے اور درگاہ کے بیٹھنے والوں اور اس بارگاہ کے رہنے والوں سے ملاقات اور دوستی پیدا کرے تاکہ معشوق تک رسائی کا سامان ہو بلکہ یہاں تک کوشش کرے کہ آشنائی خاص حاصل ہو جائے اس کوشش میں خواہ جان صرف کرنی پڑے خواہ مال۔ خواہ جاہ کام آئے خواہ عزت و جلال۔ اس درگاہ کے کمترین بندوں کا کمترین غلام بن جائے انہیں لوگوں سے کام نکالنا ہے اس لئے انہیں سے موافقت پیدا کرنا ضرور ہوتا ہے۔

طالب کو چاہیئے کہ ہمیشہ ذکر و مراقبہ اور فکر و تلاوت میں مشغول رہے

جس حال میں رہے اسی کی مناسبت سے فکر و ذکر کرے اور امید و بیم میں رہے یعنے یہ امید رکھے کہ ایک دن مقصود ضرور حاصل ہوگا اور معشوق و مطلوب کے حضور تک پہنچ جائے گا۔ لیکن ڈرتا بھی رہے کہ محبوب مرتبہ والا ہے ایسا نہ ہو کہ کسی بے ادبی سے دھتکار دیا جائے اور آغوش سے ہٹا کر دروازہ کے باہر اور در سے ہٹا کر یاوہ گرد نہ کر دیا جائے کبھی اس کے بہا وجمال میں وارفتہ اور کبھی اس کے کمال و جمال میں مضطرب و آشفتہ رہے۔ طالب یا تو مسجد یا گورستان میں یا جنگل و ویرانے میں رہتا ہے یا ان مشائخ اہل ارشاد اور عارفان امجاد کی خدمت میں رہتا ہے جن کی ملازمت کے بغیر کام نہیں چل سکتا یعنی جب تک کوئی اس کی رہبری نہ کریگا وہ ہرگز مراد کو نہ پہنچے گا۔ بس اے بھائی جو کچھ پاس ہے سب ان پر سے تصدق کردو اور جو عزت و شرف حاصل ہے سب ان پر نثار کردو اس لئے کہ سب سے اہم کام اخلاق کی زینت و آراستگی ہے **تخلقوا باخلاق اللہ وتصفوا بصفاتہ** اللہ جل شانہ کی سی اخلاق سیکھو اور اسی کی سی صفت اختیار کرو جب تک کہ اس کی صفتوں سے متصف نہ ہوگے اس کی ذات کا مشاہدہ نہیں نصیب ہو سکتا۔ افسوس کہ یاروں نے نفس ذلیل ہیچ کس پیدا کر لیا ہے اور اللہ کی طرف سے فارغ و بےغم ہیں ؎

درچہ کارید و درچہ مصلحت اید اے خردمندگان بے مقدار
درجہاں شاہدے دما فارغ درقدح جرعۂ وما ہشیار

اے جوانمرد یہ آگ کیوں تیرے سینے سے نہیں بھڑکتی اور تیرے دل میں کیوں نہیں جگہ کرتی ہائے یہ کیا ہو گیا ہے۔ اے یار عزیز و برادر شفیق طلب کرو طلب اور اس راہ میں جما کر قدم رکھو لیکن جب تک کوئی

رہبر نہ ہوگا اور اس کی پیروی نہ کروگے راہ مقصود دکھائی نہ دے گی اور منزل کا نشان نہ ملے گا۔ میرے خواجہؒ فرمایا کرتے تھے کہ جو کوئی بغیر پیر کے جلدی سلوک طے کرتا جائے گا اس کی مثال اس رسی بٹنے والے کی طرح ہے جو جس قدر اور آگے بٹے گا اسی قدر پیچھے کھلتا جائیگا اور سب سے پیچھے چلے گا۔ طالب کو لازم ہے کہ ہر وقت اوراد و وظائف میں مشغول رہے اشراق و چاشت تہجد و اوابین کی نمازیں فی زوال (سایہ ڈھلنے کے وقت) کی نماز اوقات مرجوہ (یعنے جب قبولیت کی امید ہے اس وقت) کی نماز شام کے وقت ہو یا صبح کے وقت انہیں برابر پڑھتا رہے۔ یہی سب سہارے اس کے ٹونے ٹوٹکے ہیں۔ ایک دروازہ سے نہیں بلکہ مختلف دروازوں سے اندر داخل ہو۔ ہر دروازے کو کھٹکھٹاؤ پھر دیکھو کہ کس دروازہ سے فتوح روح ہوتی اور عروس روح تجلی فرماتی ہے۔ تحقیق یہ ہے کہ جب تک یہ سب کام نہ کرتے رہوگے کامیابی کا منہ نہ دیکھوگے اور یہ سب ظاہری اسباب یا باطنی نعمتیں اس وقت تک نصیب نہ ہوں گی جب تک کہ طلب میں شدت اور محبت میں غلبہ نہ ہو۔ یہ شئے سب پر مقدم ہے جس راہ پر کہ میں بلا رہا ہوں اس میں ایسی تجارت ہے کہ جتنا زیادہ نقصان ہوگا اتنا ہی فائدہ زیادہ ہوگا۔ وہ کون خوش نصیب جوانمرد اور کس باپ کا جایا ہے جو اس راہ میں نقصان برداشت کرنے اور نفع کمانے پر آمادہ ہے۔ لوگ آب رواں پر نقش کاڑھنا اور اس سے عشق بازی کرنا چاہتے ہیں سبحان اللہ اس طرح کبھی کعبۂ وصال تک نہیں پہنچ سکتے۔ شور زمین میں کاشت کرتے اور فصل پیدا ہونے کا انتظار کرتے ہیں۔ اگر کسی کے ہاتھ کوئی نقد شئے تمہارے ہاتھ لگ گئی ہے تو زہے بخت۔ ورنہ ...

؎ حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلی قدس سرہ العزیز۔

محرومی اُس بیچارے پر صد ہزار افسوس ہے جو محروم رہا۔ خبردار طلب کا دامن مت چھوڑنا اور اِدھر اُدھر نظر مت ڈالنا۔ اس نعمت کے سوا جو کچھ ہے وہ ہزل و ہزیان ہے جس طرح کیمیاگر پارے کو کھرل میں ڈالکر گھوٹتا ہے تم بھی جب تک اس طرح گھوٹنے اور رگڑے نہ جاؤ گے کام نہ بنے گا۔ پس اس راہ میں مجسّم ہو جاؤ واللہ جب تک کہ محبت کی چنگاری اور معرفت الٰہی کے سرخ گندھک تمہیں نہ ملے گی تمہارے وجود کا تانبا کبھی سونا نہیں بن سکتا

نصیحت کرد بکتوساں اگر آزادہ ایستاں　　　وگر گوئی کہ نستانم غلام تست بکتوساں

فائدہ (۱۲)

معرفت الٰہی کے بیان میں

وہ شئے جس کی طلب سب سے زیادہ کرنی چاہیئے۔ اور وہ مقصود مراد جو سب سے زیادہ پیاری اور اہم شئے ہے وہ معرفت الٰہی ہے۔ یہ نعمت اس وقت تک حاصل نہیں ہو سکتی جب تک کہ محبت نہ ہو۔ محبت کی دو قسمیں ہیں ایک عام اور دوسری خاص۔ جب پہلی جلوہ گر ہوتی ہے تو بندہ امتثال اوامر یعنی بجا آوری احکام کی طرف دل لگاتا ہے اور دوسری یعنی خاص قسم جیسا کہ اس کا نام ہے ویسے ہی اس کی حقیقت [illegible] شئے لطف محض اور اللہ تعالیٰ کی [illegible]

(۱) بکتوساں ایک ترک شاعر کا نام ہے (۲) [illegible]

[illegible] مکتوب نمبر (۲) [illegible]

[illegible]

نہیں ہو سکتی۔ اس کی علامت تزکیہ نفس اور توجہ تام ہے جسے یہ دو نعمتیں نصیب ہوئیں تو سمجھو اُسے محبت کی نعمت بھی عطا ہوئی۔

۱ تزکیہ نفس کم کھانے۔ کم سونے۔ کم بات چیت کرنے اور کم ملنے جلنے سے حاصل ہوتا ہے۔ استقامت شرط کار ہے مگر توجہ تام بغیر پیر و مرشد کی تلقین کے میسر نہیں ہوتی اگر پیر و مرشد اپنی صورت کے تصور اور حضوری کے لئے کہے تو اس میں مصلحتیں ہوتی ہیں۔ آدمی بن دیکھی چیز کا تصور مشکل سے کر سکتا ہے۔ شیخ کی صورت اس کی دیکھی بھالی ہوتی ہے۔ اس کا تصور ممکن ہے اور جلد یہ بات حاصل ہو جاتی ہے۔ اس طرح جب دل جمعی پیدا ہوئی تو مرید آسانی سے آگے ترقی کر سکتا ہے تصور حضور میں جو بات پیدا ہوتی ہے وہ گو مراقبہ کرنے پر بھی حاصل ہوتی ہے لیکن پیر و مرشد کی حضوری میں ہر وقت اپنے تئیں تصور کرنے میں ایک بڑا فائدہ یہ ہے کہ اتفاق سے کبھی کبھی دونوں کے قلب ایک دوسرے کے آمنے سامنے آجایا کرتے ہیں اور محاذات ٹھیک بیٹھ جاتا ہے پھر پیر کے قلب سے مرید کو براہ قلب فیض پہنچتا ہے وہ بھی ایسا فیض کہ جو کچھ پیر نے سو ریاضتوں میں حاصل کیا تھا وہ مرید [illegible] اس کے گویا [illegible] کے بہ آسانی حاصل ہو جاتا ہے اس کی مثال یوں سمجھو کہ [illegible] کا عکس اس پانی میں پڑ رہا ہے جو اس کے محاذی [illegible]۔ اس پانی کے سامنے ایک دیوار ہے اس پر بھی یہ عکس پانی پر سے چھلک کر پڑ رہا ہے جسے عکس کا عکس کہنا چاہیئے۔ یہی حال مرید کے قلب پر عکس پڑنے کا ہے جو کچھ پیر نے ساری عمر میں طرح طرح کی محنت و مشقت سے کمایا تھا طالب کو پہلے ہی قدم میں حاصل ہو جاتا ہے۔ یہ نعمت [illegible] زبان سے بیان نہیں

ہو سکتی۔ طالب کو جب اس کا ادراک ہوتا ہے تو پہلے پہل اس کی سمجھ میں نہیں آتا مگر تلقین پیر جس قدر بالمشافہ مفید و موثر ہوتی ہے۔ غائبانہ طور پہ خط و کتابت سے اتنی مفید و موثر نہیں ہوتی۔ گو اس کا بھی کچھ اثر ہوتا ہے اور فائدہ سے خالی نہیں ہے۔ یہ کہنا کہ شہد ایسا ہوتا ہے اس کا مزہ ایسا ہوتا ہے اور بات ہے اور پیر کا اس کے چند قطرے منھ میں ڈال دینا اور بات ہے۔ پیر و مرشد کے حضور میں یہ کام بنتا ہے اور جو دولت اور اثر نصیب ہوتا ہے وہ اور ہی بات ہے۔ دل کی آنکھ اگر بینا ہے تو بینا تر ہو جاتی ہے۔ اس کام میں مداومت کی بہت ضرورت ہے فتح باب کا انتظار کرنا اور امید رکھنا چاہیئے تا وقتیکہ بندہ خدا کے ساتھ ایک نہ ہو جائے یعنے جدھر دیکھے خدا ہی کو دیکھے۔ جانے پہچانے تو صرف اسی کو جانے پہچانے نہ اس کے سوا اور کوئی نظر آئے اور نہ سوائے اس کے کسی اور کی واقفیت وشناخت باقی رہے۔ اگر یہ بات نہیں ہے تو کچھ بھی نہیں۔ امیدوار رہو داتا بہت سخی ہے۔

فائدہ[1] (١٣)

محبت الٰہی و حضوری دل و رضا بالقضا کے بیان میں

نماز پڑھنا روزے رکھنا۔ خیر خیرات کرنا یہ کام تو ہر ایک بڑھیا بھی کر لیا کرتی ہے۔ طالبان خدا کے کام اور ہیں جو بغیر پیر کی مدد کے نہیں ہو سکتے اس درخت کا پھل محبت الٰہی ہے۔ یہاں عقل گم اور دل ان کا عدم اور جان حیرت و ہیجان میں ہے۔

[1] ماخوذ از [illegible]

یاد رکھو کہ بغیر حضوری قلب کوئی عبادت عبادت نہیں اور کوئی طاعت طاعت نہیں اور حضوری قلب صرف پیر کی توجہ سے حاصل ہو سکتی ہے اس کے لئے سامنے رہنے کی ضرورت ہے۔ غائبانہ خط و کتابت سے کام لینا کافی نہیں۔ ہاں اگر پیر کے حکم پر عمل کیا جائے تو حضوری دل بہ آسانی حاصل ہو سکتی ہے۔ لوگ اسے محال کہتے ہیں مگر یہ کوئی محال شئے نہیں۔ مشکل بے شک ہے۔ مگر عجب بات ہے کہ ایسی مشکل شئے پیر کے واسطے سے سہل بلکہ سہل ترین۔ ممکن اور قریب الحصول ہو جاتی ہے۔

یہ مردوں کے کام ہیں۔ اگر عورتیں بھی انہیں کریں تو وہ بھی مردوں میں شمار ہونگی اور اگر مرد پست ہمتی کریں اور عورتوں کے سے کام کریں اور ہوائے نفس کی غلامی میں گرفتار رہیں تو وہ مرد عورت ہیں بلکہ ان سے بھی بدتر۔

زندگی ہمیشہ عبادت الٰہی میں گزارنا چاہیئے اور اگر دور و نزدیک کے عزیز رشتہ دار ہوں تو ان کا حق ادا کرنا اور جیسے کہ چاہیئے اچھی زندگی بسر کرنا اور اس جہاں سے صرف نیک عمل لے جانے کی کوشش کرنا چاہیئے۔

سُن لو جو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے وہی ہوتا ہے۔ وہ خالق خیر و شر ہے جیسا وہ کرے اس پر راضی رہو اور ہرگز ہرگز ناخوشی کا اظہار نہ کرو تمہارے غم و غصے سے سوائے نقصان کے کچھ فائدہ نہ ہوگا اور وہی ظاہر ہوگا جو اللہ جل شانہ کی مرضی ہے ارادہ اسی کا ارادہ ہے علم اسی کا علم ہے وہ قادر مطلق ہے۔ اگر کہے کہ ہم سر پر تلوار کا وار کرتے ہیں تو دم مت مارو سر جھکا دو اگر کہے کہ جگر کو پارہ پارہ کرتے ہیں تو خبردار آہ تک مت نکالو اگر وہ دل کو ٹکڑے ٹکڑے کردے تو پیشانی پر شکن تک مت لاؤ۔ مگر ہاں وہ غفور و رحیم ہے

بڑا عفو فرمانے والا اور کرم کرنے والا ہے اس سے ہمیں مغفرت و رحمت عفو و کرم ہی کی توقع ہے بندہ کو سوائے اس کے آستانہ پر سر رکھ دینے کے اور کوئی چارہ نہیں ؎ چہ چارہ باشد بیچارگان در در ترا ہو جز آں کہ بر سر خاک در تو خوں بارند۔ یہی مردوں کے کام ہیں

فائدہ (۱۴)

فراغت دل سے یاد الٰہی کرنے کے بیان میں

اس سے بڑھ کر کونسی دولت ہو سکتی ہے کہ تم فراغت کے ساتھ آنے جانے والوں دوست دشمن۔ آشنا و بیگانہ سب کی مزاحمت سے محفوظ اپنے خدا کی یاد میں مستغرق رہو ؎

بہ فراغ دل زمانے نظرے بہ خوب روئے ۔۔۔ بہ ازاں کہ چتر شاہی ہمہ عمر ہائے و ہوئے

تمہیں لوگوں کی صحبت سے کیا کام۔ تعلیم و تعلم سے کیا نسبت۔ وضو و نماز اور جو کچھ لوازمات دین ہیں انھیں کافی جانتے ہو اب خدائے عزوجل کی یاد میں مستغرق رہو جس روز کوئی تمہارے پاس نہ آئے نہ تم کسی کا منھ دیکھو اور نہ کوئی تمہارا منھ دیکھے۔ اس روز تمہاری گویا معراج ہے جو لوگ حمام کی تصویروں سے امید وصال اور کھاری زمین سے کھیتی کا [illegible] ہیں وہ کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔ [illegible] سے [illegible] کرکے امید و [illegible] [illegible] جب [illegible] تمہارے دل [illegible] خدا کا خطرہ آئے [illegible]

[illegible] (۴۲) خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رضی اللہ تعالیٰ [illegible]

و بت پرست سمجھو۔

فائدہ (۱۵)

محبتِ الٰہی کے بیان میں

محبت تین قسم کی ہے۔ ایک محبت عامہ ہے۔ تمام علمائے تفسیر و احادیث اور استادان فقہ متفق ہیں کہ خدائے عزوجل کی محبت سے مراد اس کے احکام کی فرمانبرداری ہے۔ عقل بھی یہی کہتی ہے۔ نفس بھی یہی جانتا اور سمجھتا ہے۔ چنانچہ رابعہ عدویہ کہتی ہیں ؎

لتعصی الہ وانت تظہر حبہ — ہذا لعمری فی الفعال بدیع
لو کان حبک صادقاً لاطعتہ — ان المحب لمن یحب مطیع

یعنی اللہ جل شانہ کی نافرمانی کرتے ہو اور پھر یہ بھی کہتے ہو کہ مجھے اس سے محبت ہے یہ عجیب بات ہے۔ اگر تم اپنی محبت میں سچے ہوتے تو ضرور اس کی فرمانبرداری کرتے۔ اس لئے کہ محبت کرنے والا اپنے محبوب کی ہمیشہ اطاعت کیا کرتا ہے۔

دوسری قسم محبت خاصہ ہے۔ اس کی بھی تین حصے ہیں محبت افعال محبت صفات اور محبت ذات محبت افعال میں صانع کے مصنوعات کا نظارہ ہوتا ہے۔ اس میں اندیشہ یہ ہے کہ بتقاضائے بشریت ان مصنوعات ہی کی محبت میں بندہ مبتلا ہو کر رہ جائے۔

دوسری محبت صفات ہے۔ جتنے حسین و جمیل ہیں وہ سب جمال

ماخوذ از مکتوب نمبر (۲) خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رضی اللہ تعالیٰ بجانب قاضی برہان الدین ساوی ایرچی و سید حسین و امیر سلیمان

الٰہی ۔ سے اکتساب جمال کرتے ہیں۔خود اللہ جل شانہ جمیل ہے اور جمال کو پسند کرتا ہے ۔ اللہ نور السموات والارض۔ مثل نورہ کمشکوٰۃ فیہا مصباح الخ یعنی اللہ آسمانوں اور زمین کا اُجالا ہے ۔ اس کے نور کی مثال چراغ کی سی ہے (آخر آیت تک پڑھ جاؤ) یہ آیت ہے اور وہ حدیث و اقوال ہیں اور محبت صفات کی طرف رہنمائی کرتے ہیں۔ اسی زنجیر میں بہت سے مجذوب و سالک گرفتار رہ گئے ہیں اور قید سے خلاصی نصیب نہ ہوئی ۔ ذات جو اس پردہ کے پیچھے ہے اس کی طرف نظر نہ گئی اور جس ذات نے نعت لطف و جمال اور صفت رحمت و کرم کی صورت میں جلوہ فرمایا ہے ادھر نگاہ نہ اٹھی ۔ بہت سے بڑے بڑے لوگوں کو اس میدان میں رہ جانا اور بہت سے راہ چلنے والوں کو یہیں گرفتار بلا ہونا پڑا ہے اور ملحد و زندیق ہو گئے ہیں۔ اس گھاٹی سے جان بچا لینا سوائے پیر کی عنایات کے ممکن نہیں محبت ذات اسی کی عنایت و توجہ سے حاصل ہو سکتی ہے اور بس ۔

تیسری قسم محبت اخص الخواص ہے وہ ذات مقدس و مطہر کی محبت ہے ۔ ابرار و احرار کی زبان و فعل سے اس کا بیان نہیں ہو سکتا ۔ یہاں بیان کا دروازہ بند اور عقل کی زبان پر گرہ لگی ہوئی ہے اللھم لا احصی ثناء علیک انت کما اثنیت علی نفسک یعنی اے بار الٰہا تیری تعریف کا احصی ہم نہیں کر سکتے تو ویسا ہے جیسا کہ تو نے خود اپنی ثناء کر کے فرمایا ہے اسے ایک اشارہ سمجھو العجز عن المعرفۃ معرفۃ (یعنی معرفت الٰہی سے اپنی عاجزی اور بیچارگی کو جاننا بھی ایک معرفت ہے) جو ایک رمز ہے اس پر غور کرو۔ خبردار دھوکہ دینے والوں کے دھوکے میں مت آنا اور ان کی پیروی نہ کرنا ورنہ گمراہ ہو جاؤ گے اور یہ نعمت نہیں نصیب ہو سکیگی ع

"تیرا محل چنیں دولت تو از بے دولتی غافل" مگر ایک لمحہ کے لئے بھی ہوس نفس کے پھندے میں نہ پڑنا کتنے افسوس کی بات ہے کہ اس جہاں سے چلے جاؤ اور اس دولت نقد میں سے کچھ بھی تمہارے حصہ میں نہ آئے۔ ایک وقت ایسا آئیگا کہ اپنے تمام کئے پہ پشیمان ہونا پڑے گا۔ پس غافل اور بے غم مت بیٹھو۔ آخر تمہیں خدا کے ساتھ رہنے میں کیا نقصان ہے اگر کسی بے حقیقت خیالی و فانی شئے کو دے کر اس نعمت کو خرید لو اور ایک ذلیل شئے کے بدلے خدا تمہارے ہاتھ آئے تو کیا یہ کوئی نقصان و زیاں کی بات ہے۔ چلے آؤ چلے آؤ ابھی وقت باقی ہے۔ دروازہ کھلا ہوا ہے دربان مزاحم کار نہیں اور راہ گذر عام ہے تم ہی کیوں محروم رہو امید ہے کہ سب مسلمان اپنے اپنے راستہ پر ہولیں گے اور مقصود سے محروم نہ رہیں گے۔

فائدہ (۱۶)[له]

ضرورت صحبت ارشاد پیر و محبت الٰہی کے بیان میں

جو کوئی تنہائی میں زندگی بسر کرے اور کھانے پینے میں کمی کرے اس میں نور اور صفائی قلب پیدا ہو جائیگی۔ جو خواب دیکھے گا صحیح اترے گا جو بات اس کے دل میں آئے گی تقدیر کے موافق ہوگی۔ اس عمل سے ہر قسم کے لوگ اس سے محبت کرنے لگیں گے اور معتقد ہو جائیں گے مگر اہل طریقت کے نزدیک یہ کوئی بڑی بات نہیں۔ مقصود جو ہے اس سے بہت دور ہے

له ماخوذ از مکتوبات نمبر (۲۶ و ۲۷) خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رضی اللہ تعالیٰ بنا نب خواجہ ابراہیم برودھی و شیخ خوجن دولت آبادی

اور وہ بجز پیر کی صحبت کے حاصل نہیں ہو سکتا۔ ایک مشفق پیر کے ارشاد کی بہت ضرورت ہے اس کے بغیر اس مقصد تک جو سب سے زیادہ بڑا۔ سب سے زیادہ اہم ہے پہنچنا دشوار ہے پس پیر کی ملازمت صحبت و اطاعت اختیار کرو۔ وقت بہت قیمتی ہے اور عمر تھوڑی رہ گئی ہے اور غفلت جو طاری ہے ایک جنونی کیفیت رکھتی ہے۔ جانتے بھی ہو یہ غفلت کس چیز سے ہے۔

در جہاں شاہدے و ما غافل   در قدح جرعہ و ما ہشیار

کوشش کرو۔ گو عمر اخیر ہے مگر ممکن ہے اب بھی یہ نعمت نصیب ہو جائے

ایک حکایت سنو! ایک سوداگر کے پاس ایک لونڈی تھی اس سے ایک نوجوان کو عشق ہو گیا۔ اس غم میں گھلتے گھلتے وہ بیمار پڑ گیا سب طرح کے دارو درمن، ٹوٹنے ٹوٹکے کئے گئے۔ کوئی فائدہ نہ ہوا۔ ایک دن ماں نے پوچھا۔ پوت تو میرا گوشت و پوست میرے جگر کا ٹکڑا ہے بتا تو سہی کہ معاملہ کیا ہے۔ اس نے ماں کی شفقت دیکھ کر سب حال بیان کر دیا۔ ماں نے کہا یہ کونسی بڑی بات ہے۔ سوداگر کے یہاں پیام بھیجا کہ لونڈی کو ہمارے ہاتھ بیچ دو۔ اس نے انکار کیا۔ ادھر اس کنیزک کی حالت بھی خراب تھی اپنے آپ گھل رہی تھی۔ حتیٰ کہ اسے دق ہو گئی۔ سوداگر نے یہ دیکھ کر سودا کر لیا اور کنیزک اس گھر میں آئی۔ نوجوان کے اعزا سب آ گئے اور بتدریج اسے محبوبہ کے آنے کی خبر دی شروع کی کہ کہیں شادی مرگ نہ ہو جائے غرض جب وہ سامنے آئی تو لڑکے نے سب کو ہٹا دیا کہ راستہ خالی کر دو تاکہ میں اس جمال جہاں آرا پہ ایک نظر ڈال سکوں۔ جس وقت نوجوان کی نظر اس کوکب دری پہ پڑی دونوں ہاتھ بغلگیر ہونے کے لئے پھیلا دیئے لوگوں نے لڑکی کو سینہ پر ڈال دیا۔ دونوں کا سینہ سے سینہ ملا اور لڑکا

جان بحق تسلیم ہوگیا۔ یہ عشق کی ایک کمترین تجلی تھی۔ پس اُس تجلیٔ اور نعمت کا کیا پوچھنا جو جمال وجمیل دونوں کی خالق کی تجلی ہو۔ جب اس بھید کے طلب سر پہ سوار ہوگی تو کیا حال ہوگا۔ اب سنو کہ ہم جو ہر ایک کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں پکڑ لیتے اور مرید کرلیتے ہیں تو اس لئے کہ ہم اسی کام کے لئے بنائے گئے ہیں کہ اس بھید سے لوگوں کو آشنا کریں۔ ہماری مثال ایک شکاری کی سی ہے جس نے جال بچھا دیا ہے اور مرغ زیرک کا انتظار ہے اس اثنا میں چھوٹی موٹی چڑیں بھی جال میں آجائیں تو کوئی مضائقہ نہیں۔

اگر جاہ تمہارے لئے مانع ہے تو اسے کوئیں میں ڈالو اور اگر کوئی اور شئے دامن گیر ہے تو اس پر بھی مٹی ڈالو اور آؤ ادھر آؤ ؎

چہ بکونین می شوی مغرور　　　ہر دو عالم بدو مبادلہ کن

فائدہ (۱۷)

ترک ما سوی اللہ اور حصول قرب الٰہی کے بیان میں

خدا کی یاد اور اس کے کام کے سوا جو کچھ بھی ہے سب خرافات ہے لہو ولعب ہی نہیں بلکہ ممنوع ہے۔ کیا جو شئے خدائے عزوجل سے باز رکھے وہ ممنوع نہ کہی جائے گی؟ ایسے باتوں میں خبردار مت پڑنا۔ کہیں آب رواں پر کوئی نقش بنایا جاسکتا ہے۔ شورزمین میں کھیتی کرنے سے کچھ فائدہ حاصل ہوسکتا ہے؟ اندھیرے راستے میں آفتاب عالمتاب کا انتظار

۱؎ ماخوذ از مکتوبات نمبر (۲۸ و ۲۹) خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رضی اللہ تعالیٰ عنہ بجانب مولانا قطب الدین وغیرہ ساکنان گجرات و بعضے دیگر مریدین ۱۲

مت کرو عیب کو دل سے دور رکھو اور صرف خدا کو اس میں جگہ دو۔ پیر سے مدد لو اور این و آن میں دل مت اٹکاؤ۔ اس میں شک نہیں کہ تدبیر معاش لابدی شئے ہے مگر اس میں اتنا انہاک نہ چاہیے کہ بندہ خدا کو بھول جائے اور اس کی یاد میں غفلت کرنے لگے۔ استغفراللہ۔

جو شئے کہ خدائے عزوجل سے باز رکھے وہ حرام ہے اس میں کبھی برکت نہیں ہوتی۔ اس تھوڑے کو بہت سمجھنا خبردار یہ گمان نہ کرنا کہ کہاں میں اور کہاں یہ کام۔ ہر شخص میں خدائے واہب نے اس کی استعداد و قابلیت رکھی ہے۔ جو میں کہتا ہوں اور جو پیروں نے کہا ہے اس پر عمل کر کے دیکھو تو سہی۔ ایسا جہاں نظر آئے گا کہ کبھی نہ آنکھ نے دیکھا اور نہ کبھی وہم کا اُدھر سے گذر ہوا ہوگا۔ ہماری بھی عجب حالت ہے ہر شخص سے چاہتے ہیں کہ ادھر آئے۔ ہاتھوں میں شراب محبت الٰہی کا خم لئے کھڑے ہیں۔ شراب جوش مار رہی ہے اور راہ گیروں کے لئے سبیل رکھی ہوئی ہے ایک شخص اس میں سے قدح بھر کر صدا لگا رہا ہے حیّ علی الراح والریحان۔ پیو رحمت و رزق الٰہی کے پیالے پیو لیکن لوگوں کی یہ بے پروائی ہے کہ کوئی ادھر رُخ ہی نہیں کرتا اور ہماری صدا پر لبیک ہی نہیں کہتا۔ کب تک آخر اس اندھیری کوٹھری میں رہنا ہے آخر ایک دن سب ساان اٹھا کر صحرائے عدم میں بستر لگائیں گے۔ بیگانوں سے خلاصی حاصل کرنے کی خوشی منائیں گے اور اپنے نشان کا علم میدانِ لاہوتی میں نصب کریں گے اور اطراف عالم کو آراستہ پیراستہ کریں گے اور جہاں اپنا ملجا و ماوا اور جائے قرار ہے وہاں گھر بنائیں گے۔ اپنے وقت کے خود مالک و سلطان ہوں گے کچھ روحانی اشیاء روحانی عالم

باشندوں کو تحفہ دیں گے اور پھر اس سے آگے اور اونچے اڑیں گے۔ حتیٰ کہ ایک کے ساتھ ایک متحد ہو جائیں گے یہاں تک کہ اپنا نشان بھی باقی نہ رہے گا خود ہی اپنی باتیں۔ خود اپنے سے۔ اپنے ہی حال کی اپنے ہی نفس سے کریں گے

والسلام۔

فائدہ (۱۸)

محبت الٰہی کے بیان میں

اللہ جل شانہ کا ہر حال میں شکر ہے آرام میں بھی تکلیف میں بھی۔ نرمی میں بھی گرمی میں بھی اور سب تعریفیں ہر حال میں اسی کے لئے ہیں پھر درود دنا محدود بھیجے اس ذات رسالت آب صلی اللہ علیہ وسلم پر ہو جو تمام انبیاء کے سردار اور آپ کے اصحاب و اولاد و عترت پر۔

تمام اہل تحقیق کے سامنے یہ مسلمہ ہے کہ تمام کاموں میں سب سے بڑا کام اور تمام مقصدوں میں سب سے اہم مقصد محبت اللہ جل و علیٰ ہے۔ محبت کے اسلوب کے اسباب و وجوہات طرح طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک عقلمند آدمی یہ سوچتا ہے کہ جب کہ ہر شئے فنا ہونے والی ہے تو عمر کو کس کام صرف کرنا چاہئے۔ سب سے بہتر اور عمدہ شئے عبادت الٰہی ہے مگر اسے بھی فنا ہے۔ آج ایک آدمی نماز پڑھتا ہے بہترین طریقہ پڑھتا ہے شرائط پورے پورے ادا کر کے پڑھتا ہے۔ کل قیامت کے روز اسے اس نیکی کا پھل ملے گا۔ لیکن نماز کہاں ہوگی؟ صرف و ربط خیال میں جنت النعام

* [illegible] اپنی فنائیت تامہ مراد ہے۔ مترجم

و اکرام کی جگہ ہے مشقت و تکلیف کی جگہ نہیں - وہاں یہ ریاضتیں کہاں اور اگر کوئی
پڑے گا تو جہاں اور بہت سی لذیذ و مرغوب اشیاء وہاں ہونگی لذت لینے کے لئے
وہاں ایک یہ شئے بھی ہوگی یعنی ملذات میں اس کا بھی شمار ہوگا مگر نماز نہ ہوگی جب
اس کا یہ حال ہوگا تو اس جہاں کے اور اشیاء یعنی مال و جاہ و قوت و عیش تمتع
کا کیا ذکر لیکن محبت اللہ سبحانہ و تعالی کو دوام ہے وہ رہے گی وہ ازلی و ابدی
ہے - جب محبوب خود ازلی و ابدی ہے تو اس کی دوستی بھی ایسی ہوے لیں
جس کو قلب سلیم عطا ہوا ہے وہ سب کو پس پشت ڈالکر صرف محبت الٰہی کی طرف
رُخ کرتا ہے - حکیم سنائی فرماتے ہیں کہ حکمت و ہمت کا یہی تقاضا ہے کہ سوائے اللہ
جل شانہ کے اور کسی کی طلب میں عمر عزیز صرف نہ کیجائے - ہاں ایسا ہی ہے
مگر میری بھی بات سن لو طالب جس میں محبت کا مادہ بھر دیا گیا ہے اور عاشق
جو سوز و گداز عشق میں مبتلا ہے وہ دوسری ہی شئے ہے وہ اس سب کے
پرے ہے اس کا افق اس ذات قدسی و سبوحی کی طلب میں منہمک ہے
جو تمام وجودات کے پرے اور جملہ نسبت و اضافات کے ورے ہے ناصح
مشفق یہ نصیحت فرماتے ہیں کہ اے حیض والی کے بچے کہاں مٹی کا ڈھیر اور
کہاں سب کا پالن ہار - کہاں میلا کچیلا اور کہاں تمام جہانوں کا پروردگار اور اس
کی باتیں - تیری ہستی ہی کیا ہے اپنی جگہ پہ قائم رہ اور خط بندگی کو درست کر
اور امیدوار رہ کہ کل تجھے بھی نجات مل جائے گی اور جنت میں رہنے کو جگہ ملیگی
یہ غریب بھی سوچتا ہے کہ ہاں یہ لوگ نصیحت تو ٹھیک کر رہے ہیں - محبت
میں یک گونہ جنسیت چاہیئے - مجھ میں اور اس میں کیا نسبت اس خبط سے الگ
باز رکھ اور بس نماز روزہ و تلاوت وغیرہ میں مشغول رہ - یہ سب ٹھیک - لیکن
دل کی حالت اور ہی [illegible] - جب وہ اپنے [illegible] [illegible]

نہ چھوٹنا چاہتا ہے ؎

دل راز عشق چند ملامت کنم کہ ہیچ ایں بت پرست کہنہ مسلمان نمی شود

محمد حسینی اپنے دل میں کہتا ہے۔ کیا خوب۔ یہ گرفتار بلا تو میں ہی ہوں ؎

محمد را ز حال او چہ پرسی گرفتارم گرفتارم گرفتار

ایک بھنور میں پڑا ہوا ہوں۔ نہ کوئی شئے ہے جسے ہاتھ سے پکڑوں اور نہ اتنی سکت ہے کہ کہیں بھاگ جاؤں۔ بس ایک شیخ کا دامن ہے جو کہ ہاتھ میں ہے۔ اس وقت تک یہی حال ہے۔ قد دوہرا ہو گیا ہے مگر دل ویسا ہی دلدادہ و شیفتہ ہے ؎

ندانم بر چہ گردد آخر ایں کار مرا دل دادہ و معشوقہ خودکام

بس اے برادر میری بات مان کہ محبت الٰہی سبھی کچھ ہے اور پوری محبت اسی وقت ہوتی ہے جب کہ پہلے معرفت حاصل ہو چکی ہو۔ جو کچھ تیرے پاس ہے کچھ نہ رہیگا اگر کچھ عقل ہے تو عمر ضائع مت کر۔ کچھ وقت یاد الٰہی اور خدا کے کام میں بھی صرف کر۔ زن و فرزند اور مال و اسباب اور عیش و روزگار کی فکر کب تک۔ ایک شخص ایک حسین و جمیل عورت کی طرف گھور رہا تھا۔ عورت نے بیزار ہو کر پوچھا میرے پیچھے کیوں پڑ گیا ہے اور کیوں گھور رہا ہے اس نے کہا میں تیرا عاشق ہوں۔ عورت نے کہا دیکھو یہ پیچھے میری بہن ہے جو مجھ سے بہتر ہے۔ اس نے پیچھے منہ کر کے دیکھا۔ عورت نے سر پہ ایک دھول رسید کی اور جھڑکی دی کہ اے مردک دعویٰ عشق کرتا ہے اور پھر یہ گمان کرتا ہے کہ مجھ سے بھی کوئی خوب تر ہے۔ ذرا سوچو تو سہی کہ جس روز تمہیں قبر میں لٹا دینگے اس وقت سوائے اس ذات واحد کے جو احد و صمد و وتر و فرض ہے اور بھی کوئی تمہارے ساتھ ہوگا؟ کوئی نہیں۔ بس اے جوانمرد کچھ اس ذات کے

ساتھ بھی مشغول رہ جس کے سوا اور کوئی شئے تیرے ساتھ نہ ہوگی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان آخری الفاظ کو یاد کر کہ **الرفیق الاعلی**۔ اگر تجھ سے یہ نہیں ہو سکتا تو خیر کم سے کم جادۂ شریعت پہ قائم رہ زمانہ اخیر ہے اولیاء اللہ گم ہو گئے ہیں اور طالبان حق بہت کم ہیں۔ تمام گناہوں سے توبہ کرو اس پہ قائم رہو۔ ظاہری عبادت پہ قائم رہنا ہی توبہ پہ قائم رہنا ہے۔ والسلام

فائدہ (۱۹)

معرفت ومحبت خدائے عزوجل اور دنیا کی قدر

اس عالم کو عالم مجاز کہتے ہیں اور مجاز کی دو صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ یہ عالم محل جواز حقیقت ہے۔ عالم حقیقت سے ایک علاقہ خاص رکھتا ہے اور اسی کے بموجب اس کا وجود بھی ہے۔ مشہور ہے کہ **المجاز قنطرۃ الحقیقۃ** یعنی یہ عالم مجاز عالم حقیقت تک پہنچنے کا ایک پل ہے۔ اسی پل پر سے گزر کر وہاں پہنچتے ہیں۔ پھر اس عالم میں لذتیں ہیں جمال ہے اور کمال کی صورت ہے۔ آدمی ان رکاوٹوں سے نہ رکے۔ اور آگے کی طرف سب پر دا ہو کر چلا جائے تو امکان ہے کہ عالم حقیقت سے کچھ اسے مل جائے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ مجاز بمعنی رہ گزر [illegible] آتا ہے وہ گویا رہ گزر میں آتا ہے۔ [illegible] راستہ [illegible]
[illegible]
آدمی گویا [illegible]
[illegible]

ہے۔ سراب کو پانی سمجھنا نادانی نہیں تو اور کیا ہے؟ لیکن ہاں ہمہ بے ثباتی اس جہاں میں سب سے افضل شئے کہتے ہیں کہ عبادت الہیٰ اور علم ہے علم کے مراتب اعلیٰ ہیں۔ علم میں بھی افتاء و اجتہاد سب سے اعظم شئے ہے لیکن یہاں سے گذر جانے کے بعد نہ عبادت رہتی ہے اور نہ علم۔ صرف اس کا ثمر اور ثواب رہ جاتا ہے جس کے بدلے جنت ملتی ہے۔ پس یہ افضل شئے بھی فانی اور زائل شدنی ہوئی۔ اس شئے کے بعد تعبد کا مرتبہ ہے۔ اس میں صلوٰۃ یعنی نماز سب سے بہتر ہے۔ اگر کوئی پوری پوری شرائط سے اسے ادا کرے تو خدائے عزوجل اس کے اخلاص کے بموجب قبول فرماتا اور ثواب عطا فرماتا ہے۔ حور و قصور جنت کا ملنا اور دوزخ سے نجات اس کا ثمرہ ہے۔ لیکن مرنے کے بعد پھر نماز نماز نہیں رہتی اس لئے کہ دوسرا عالم جس میں بندہ منتقل ہوتا ہے انعام و آرام کی جگہ ہے نہ کہ مشقت و تکلیف کی۔ پس جب یہ چیزیں سب کے سب سایہ کی طرح زائل ہوجانے والی ہیں تو پھر کس چیز کی طرف متوجہ ہونا چاہئے؟ ایسی جسے ثبات و قیام نصیب ہو۔ ایسی جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے۔ جب تک تم اس عالم میں رہو تمہارے ساتھ اس عالم میں رہے اور جب تم اس عالم سے جاؤ تو بھی وہ ساتھ ہی ساتھ وہاں رہے۔ جب تک قبر میں رہو وہ بھی تمہارے ساتھ قبر میں رہے اور جب قیامت میں اٹھو تو وہ بھی تمہارے ساتھ اٹھے۔ یہ چیز بس معرفت و محبت خدائے جل و علی ہے۔ محمد حسینی کا کہنا مانو اور ان دو چیزوں کے واسطے تمام دوسری چیزوں سے دست بردار ہوجاؤ۔ انہیں نہ زوال ہے نہ فنا۔ اگر ان دونوں میں سے کچھ بھی تم نے یہاں لگا لیا تو بس تم اللہ کے ساتھ رہکر غنی اور تمام ماسوا سے مستغنی ہوگئے۔ جتنے نبی اور ولی یہاں سے گئے سب اس لحاظ

سے پشیمان گئے ہیں کہ افسوس ہم نے اس دنیا کی قدر نہ جانی۔ ذات پاک و خرقہ شیخ کی قسم اس جہاں میں ایسی نقد نعمت ہے کہ اگر محروموں کو حقیقت حال معلوم ہو جائے تو اپنے جگر خون کر دیں اور اپنے تئیں خائب و خاسر جانیں۔ حمیت و ہمت تو یہ کہتی ہے کہ میں پردہ اٹھا دوں اور حقیقت کھول کر رکھ دوں لیکن واسطہ تقدیر الٰہی بیچ میں آ جاتا ہے اور ارشاد ہوتا ہے کہ نصیحت کرو خیر خواہی کرو۔ علم سکھاؤ اس سے زیادہ اور کچھ نہیں جو کوئی اس راہ میں آئے گا اور تمام شروط کے ساتھ طلب وسلوک میں قدم اٹھائے گا اس کے لئے اس کی حیثیت کے مطابق ہم ان پردوں کو اٹھاتے جائیں گے ورنہ ہماری مہر لگی ہوئی ہے اسے کوئی توڑ نہیں سکتا۔ ختم اللہ علی قلوبھم اس کے دو معنی ہیں۔ ایک تو یہ کہ کافروں کے دلوں پر جو غیر خدا کو عبادت میں شریک کرتے ہیں مہر لگا دی گئی ہے چنانچہ اسی حال پر وہ مرتے ہیں۔ دوم یہ ہے کہ بعض مومنوں پر مہر لگا دی گئی ہے کہ وہ اس اعتقاد پر جم گئے ہیں کہ اس جہاں میں الٰہیات سے کچھ نہیں نصیب نہیں ہو سکتا اسی عقیدہ پر رہتے ہیں اور اسی پہ لوگوں کو بلاتے ہیں اور اسے لِلّٰہ فی اللہ تصور کرتے ہیں۔ ان علمائے ظاہر وخود بیں فقیہوں پہ افسوس ہے

اے دوستو اے عزیزو۔ خدائے عزوجل کے کرم سے تمہارے پاس سب چیزیں ہیں۔ ہاتھ پاؤں، زن و فرزند سب ہی کچھ ہیں۔ تم کہتے ہو کہ سب کچھ تو ہے ایک شئی نہ ہونہ سہی۔ خدا کے لئے ذرا استاد ابوالقاسم قشیری کی یہ بات سنو وہ کہتے ہیں کہ آیت فمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فھو علی نور من ربہ فویل للقاسیۃ قلوبھم من ذکر اللہ کیا وہ شخص جس کا سینہ خدا نے اسلام کے لئے کھولدیا ہے اور وہ اپنے پروردگا

کی بھیجی ہوئی روشنی پر چلتا ہے اس کے برابر ہو سکتا ہے جو کفر کی تاریکیوں
میں پڑا ہے۔ افسوس ہے ان لوگوں پر جن کے دل یادِ خدا سے غافل ہو کر سخت
ہو گئے ہیں) جب نازل ہوئی تو صحابہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس شرح
صدر کے معنی پوچھے جس کا قرآن میں یوں ذکر فرمایا گیا ہے۔ آپ نے فرمایا
کہ وہ ایک نور ہے جو بندۂ مومن کے قلب میں ڈال دیا جاتا ہے۔ صحابہ نے پوچھا
یارسول اللہ اس نور کی علامات کیا ہیں آپ نے ارشاد فرمایا **التجافی عن دار الغرور**
والانابۃ الی دار الخلود والاستعداد للموت قبل نزولہ یعنی اس دھوکہ
کے گھر سے اعراض کرنا اور اس میں دل نہ لگانا اور ہمیشہ ہمیشہ رہنے والے
گھر کی طرف رجوع کرنا اور موت آنے کے پہلے اس کے لئے تیاری کر لینا۔
اس قدر لکھ کر استاد ابوالقاسم توضیح فرماتے ہیں کہ وہ نور جو بارگاہ حق سبحانہ
تعالیٰ سے آتا ہے وہ نور لوائح ہے جو علم کے تاروں سے جان پر چھڑکتا ہے
پھر نور طوالع ہے جو اسرار کے فہم میں آنے کے بعد دل کو منور کرتا ہے اور
ادراک و فہم کے ساتھ پرتو افگن ہوتا ہے۔ اس کے بعد نور لوامع ہے جو
ایقان کی زیادتی سے پیدا ہوتا ہے۔ پھر نور مکاشفہ ہے جو تجلی صفات سے ظاہر
ہوتا ہے۔ اس کے بعد نور مشاہدہ ہے جو [illegible] ذات کے ساتھ روشنی
ڈالتا ہے۔ پس اے مرد نادان تو کیوں غافل سو رہا ہے اور سستی
بھٹک کر اس پر خوش ہوتا ہے اور سمجھتا ہے کہ میں بر سر راہ ہوں استغفر
اگر یہ نعمت نصیب ہو جائے تو زہے قسمت کہ یہ نعمت عالی ورنہ اس کام
میں اگر سر بھی جاتا رہے تو کچھ پروا نہیں [illegible]
شخص کا ایک مقصد و مطلب ہوتا ہے [illegible]
خدائے عزوجل ہے تو سمجھ [illegible]

اس قدر بس کافی ہے۔ والسلام

فائدہؑ (۳۰)

ترک ہوائے نفس میں

کوئی شخص خدائے عزوجل کا راستہ اس وقت تک طے نہیں کرسکتا ہے جب تک کہ اپنی ہستی و خواہشات میں گرفتار رہا ہے۔ جب ان سے نجات حاصل کی تب وصال محبوب کی راہ ملی ہے۔ جو شخص اس مقصد سے کسی ایک کام میں مستغرق رہا وہی ایک اعتبار سے اپنی خواہشات ہستی سے چند قدم پیچھے ہٹا ہے۔ اور اس راہ میں چند قدم آگے بڑھا ہے۔ مگر ایک شخص ہے کہ اکثر اوقات بہترین احوال میں صرف کرتا ہے۔ اس کے حق میں اصطلاح صوفیہ کے بموجب ہوائے ہستی سے باہر آنا اس وقت تک نہ کہا جائیگا جب تک کہ وہی نہیں بلکہ حقیقی طور پر اس گرفتاری سے باہر نکل آئے اور یہ بات اس وقت تک نہیں ہوتی جب تک کہ کسی رہبر کی پیروی اس نے نہ کی ہو اور اس کے حکم پر نہ چلا ہو میرے خواجہ[ع] فرمایا کرتے تھے کہ حضرت عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ جو شخص دوبار پیدا نہیں ہوا وہ ہرگز آسمانوں اور زمینوں کے ملکوت میں ارباب نہیں ہوسکتا۔ یہ دو ولادتیں درحقیقت یہ ہیں۔ ایک طبعی۔ دوسرے حقیقی۔ طبعی وہ ہے جو انسان کی

[سہ] ماخوذ از مکتوب (۳۳) خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رضی اللہ تعالیٰ بجانب جعفر مرد ان جندیری کا دکالپی۔ [ع] حضرت خواجہ نصیر الدین محمود اودھی۔

عادت جاریہ ہے ۔ اور حقیقی وہ ہے جس کو اس طرح سمجھو یعنی انسان بوجہ اس کے کہ وہ بھی ایک حیوان ہے اور حیوانیت کے جذبات مثلاً غضب و غصہ و شہوات نفسانی وغیرہ وغیرہ جو جانوروں کے صفات ہیں اس میں بھی پیدا کئے گئے ہیں اسکے لئے انکو روکنا ۔ حد اعتدال میں رکھنا اور نفس کے تقاضے انہیں ترک مطلق کر کے خدا کے لئے حسب ضرورت کام میں لانا ان صفات حیوانی سے باہر آنا ہے ۔ یہی ولادت حقیقی ہے جب یہ ولادت نصیب ہوتی ہے تب خدائے جل و علیٰ کا وہ لطف جو اخص خواص کے ساتھ مخصوص ہے اس پر بھی ظاہر ہوتا ہے ۔

تمہیں جو حسن عطا کیا گیا ہے اس میں ایک حسن صورت ہے اور ایک حسن معنی ۔ حسن صورت کو تم جانتے ہی ہو مگر حسن معنی اس وقت تک جلوہ گر نہیں ہوتا جب تک کہ حسن صورت سے قطع نظر ملکوتی صفات بھی تم میں نہ ہوں جتنی حیوانی صفتیں ہیں وہ سب زائل ہو گئی ہوں اور ملکوتی صفات باقی رہ گئی ہوں جب تک چھلکا دور نہیں کیا جاتا مغز نہیں ہاتھ آتا ۔ صفات حیوانی پوست کے مانند ہیں اور صفات ملکوتی مغز کے مانند اس لئے حیوانیت کو دور کرنے کی ضرورت پڑتی ہے ۔

ہر چیز کے خلاصہ کو ملکوت کہتے ہیں کہ **ملکوت کل شی باطنہ** یعنی ہر شئے کا باطن اس کا ملکوت کہلاتا ہے ۔ ولادت معنوی سے اسے ملکوت کی راہ ملتی ہے یعنی جب تک کہ آدمی خسیس اور رذیل خواہشات کو ترک کر کے صفات حسنہ نہیں پیدا کرتا آسمانوں اور زمینوں کے خلاصہ تک جو ان کا باطن اور سر ہے رسائی نہیں ہوتی حدیث شریف میں ہے کہ **لولا الشیاطین یحومون حول قلب بنی آدم لنظروا**

الی ملکوت السمٰوٰت یعنی اگر شیاطین انسان کے قلب میں خطرات اور رکیک ارادے نہ ڈالتے رہتے تو وہ آسمانوں کے خلاصہ اور باطن کو دیکھ سکتا خطرات و ہوا جس نفسانی خواہشات اور حیوانی آرزوؤں سے پیدا ہوتے ہیں۔ اگر ان خواہشات اور آرزوؤں کے آدمی پیچھے نہ پڑے تو شیطان و نفس کی پیروی سے نجات حاصل کر سکتا ہے اور آسمانوں کا باطن اسے نظر آسکتا ہے اور اپنی حقیقت سے آگاہ ہو سکتا ہے۔ یا ایھا الذین آمنوا علیکم انفسکم (یعنی اے ایمان والو اپنے نفس سے آگاہ وخبردار رہو) کے یہی معنی ہیں۔ بہرحال نہ تم سے باہر کوئی کام ہے اور نہ تمہارے سوا کوئی دوسرا یار ہے۔ تم اپنے آپ کو کسب کرو۔ اور ہر شئے کو اپنے ہی ساتھ اور اپنے ہی اندر تلاش کرو۔ شرط طلب تمہیں اوپر بتادی گئی ہے یعنی ہوائے نفسانی سے نجات حاصل کرنا اور مرادات نفسانی کو ترک کرنا جب تک کہ یہ شرط جو مطلوب ہے پوری نہ ہوگی مقصد حاصل نہیں ہو سکتا۔ حیوانوں اور انسانوں میں یہی فرق ہے۔ انسان میں خدادانی۔ خداشناسی۔ خداپرستی اور خدابینی ہونی چاہیئے۔ ورنہ وہ دوپاؤں کا ایک جانور کہا جائے گا۔ انسان کو احسن تقویم سے نسبت اس لئے دی گئی ہے کہ اسے عبادت و معرفت خاص حاصل ہوئی ہے۔ اس میں کوئی اس کا شریک نہیں۔

اب تم بتاؤ کہ کس کام میں عمر بسر کر رہے ہو۔ چاہو تو خوار جیو مردار مرو اور شرمسار رہو۔ آخر اپنے تئیں کیوں نقصان میں رکھتے ہو۔ اچھا پانی چھوڑ کر گدلا پانی پی رہے ہو۔ قبول و وجدان کے بعد اب محرومی اور خسران میں پڑ گئے ہو۔ ع ترا ممکن چنیں دولت تو از بیدولتی غافل

اس قدر عمر بیکار گزر گئی۔ نفس کی خدمت جو کرتے رہے اس سے کیا نقد نصیب ہوا۔ آج سب کچھ تمہارے لئے ممکن اور قریب الوصول ہے کل یہ بات نہ ہوگی۔ جس قدر ہو سکے تمہیں خدائے عزوجل کے ساتھ مشغول رہنا چاہیئے مگر تم ہو کہ اس نعمت سے محرومی پر قانع ہو۔ کیا اچھا ہو کہ ایک رذیل و شنیع چیز کو چھوڑ کر لطیف و شریف چیز اختیار کر لو۔ اس تجارت میں بس نفع ہی نفع ہے۔

فائدہ (۲۱)

سلوک و توجہ پیر و تخلیہ و تجلیہ کے بیانمیں

سلوک کی بنیاد تخلیہ و تجلیہ پر ہے۔ تخلیہ سے مراد ہے۔ اللہ جل شانہ کے سوا اور سب طرف سے دل کو ہٹا لینا اور تجلیہ سے مراد ہے نفس کا تزکیہ اور جلا۔ توجہ تام کے ساتھ اللہ جل شانہ کی طرف متوجہ ہونے اور نفس کو طرح طرح کی عبادتوں میں مشغول رکھنے سے جلائے باطن حاصل ہوتی ہے جس نے یہ دو نعمتیں پالیں اسے دونوں جہاں کی نعمتیں مل گیا۔ خدائے عزوجل تک جو لوگ پہنچے ہیں وہ ہوائے نفس کے خلاف عمل کرنے۔ اللہ کی یاد میں راتوں کو جاگنے۔ دن میں روزے رکھنے اور کھانے پینے میں کمی کرنے اور دوام متوجہ رہنے سے اس مرتبہ پر پہنچے ہیں۔ اس نعمت کے حصول کے لئے پیر کی توجہ کی ضرورت ہے حکم ہے جیسے پیر نے فرمایا! تم اس پر چلے اور ان کی اقتدا کی برکت سے فضل

[illegible]

الہٰی ہمارے شامل حال ہوا ور تمام مرادیں مل گئیں - یہ ایک کلیہ ہے جو
میں کہہ رہا ہوں جزئیات کو اسی پر تطبیق دے لو - جہاں ہوائے نفس ہو اسے
ترک کردو جہاں کوئی آرزو ہو اسے نظر سے دور کردو - دیکھو تو پھر کیا کیا نعمتیں
نصیب ہوتی ہیں -

تخلیہ میں جہاں اعراض ما سوی اللہ شرط ہے اس سے مراد تمام مال
و منال جاہ و جلال عز و کمال - فخر و وقار - ہوا و نوال - افتقار و غنا وغیرہ
ہیں سب آ گیا وہ ایک کلیہ ہے اس کی تفصیل ہر شخص خود سمجھ لیا کرتا ہے
اسی طرح تخلیہ بھی ایک کلی کلمہ ہے جس میں تہذیب اخلاق - اعتدال
غضب و غصہ شہوت و اکل و شرب سب آ گیا - غصہ اگر آئے تو دینی
امر میں جیسے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی لڑائی میں شان ہوتی تھی - اعتدال
شہوت سے اگر یہ نیت ہو کہ نکاح سے رفع تعلق و تشویش کیا جائے یا ولد
صالح کی توقع کی جائے تو اس کا رخ بھی بدل جاتا ہے اور برائی سے نیکی کی
طرف آ جاتا ہے - کھانے پینے میں اعتدال کے معنی یہ ہیں کہ صرف اس قدر
کھائے جو کہ جسم کو قائم رکھے اور صحت و تندرستی کے لئے ضروری ہو اور
قلب میں اضطراب نہ پیدا ہو - سونے میں اعتدال کے معنی یہ ہیں کہ تمام
رات میں ایک ربع سوئے - ایک ربع نماز و تلاوت و اوراد کے لئے
رکھے - باقی حصہ ذکر و مراقبہ میں گذارے - اعتدال اس حد تک رکھے
جس قدر کہ اس کی ہمت و طاقت ہو - اعتدال حرص سے مراد ہے صرف
اس قدر رعایت کرنا کہ طاعت و عبادت سے جی نہ گھبرا جائے - خاموش
رہنا اور زیادہ باتیں نہ کرنا بہتر ہے - اپنے اس حال کو دوسروں سے
کہنا نہ پھرے - کلام اتنا کرے جس قدر کہ ضرورت بشری کے لئے لازمی

عہ آرزو سے مراد ہیں تیح جلی کی سی تمنا یعنی ناروہی خواہشات پر ہو اور ہوا و ہوس اکی بنیاد
۱۲۳

ہو۔ تلاوتِ کلام مجید واوراد وظائف میں مشغول رہنے سے خود بخود گپ شپ میں کمی ہو جاتی ہے۔ بیٹدی اللہ نصیحت کرنے میں مضائقہ نہیں۔ اگر ان حکایتوں سے جو دل اپنے خیال میں رٹتا رہتا ہے۔ دل کو نشاط اور جولانی معلوم ہو تو تحقیق جانو کہ حق تمہارا یار ہے اور اس کے علم نفسی میں جس میں تحویل وتغییر نہیں تم سعید ہو اور اگر اہمال وسستی۔ تضییع اوقات پر آمادگی وقناعت اور عبادتوں سے محرومی ہے تو بس سمجھو کہ نقصان وگمراہی وشقاوت ہے۔ خدائے عزوجل اس سے پناہ میں رکھے۔ بہرحال جس عبادت میں کہ دل کو متوجہ اور خوش پاؤ اور دل میں گرہ نہ پڑے اسے کرتے رہو۔ پیر کی توجہ کے ساتھ۔ اوراد وظائف کی پابندی کے ساتھ رات دن آگے پیچھے یادِ حق میں لگے رہو اور بندگانِ الٰہی کے ساتھ لطف ومہربانی۔ ان کے ساتھ نیکی کرنا۔ اور عام وخاص سب کے ساتھ احسان کرنا۔ چھوٹے بڑے عظیم وحقیر۔ بعید وقریب۔ غلام وکنیز سب کے جفا سہنا اور بدلہ نہ لینا۔ انکی ایذادہی پر صبر کرنا اصلی کام ہے ؎

نصیحت ہمین است جان برادر　　　　کہ اوقات ضائع مکن تا توانی

اے عزیز خواجہ ہو یا سلطان۔ گدا ہو یا بادشاہ۔ غلام ہو یا آقا۔ عالم ہو یا جاہل۔ فقیہ ہو یا صوفی اگر یہ دو صفتیں یعنی تخلیہ وتجلیہ تم میں ہیں تو دونوں جہاں کی نیک بختی تمہارے نصیب میں ہے۔ نفس کو منہیاتِ شرع سے پاک رکھنا۔ اور دل کو یادِ حق تعالیٰ میں مشغول رکھنا یہی تزکیہ نفس اور توجہ تام ہے۔ یاد رکھو پیر کی یاد بھی ضروری ہے جو یادِ حق میں معین ہوتی ہے بلکہ بغیر یادِ پیر کے یادِ حق حاصل ہی نہیں ہوتی کیونکہ یادِ پیر ایک سیڑھی ہے جو مقصودِ حقیقی یادِ حق تک پہنچاتی ہے۔ جس شخص میں ان

دو صفتوں میں سے کوئی صفت نہیں اس کی کوئی قدر و قیمت نہیں۔

یہ پانچ سورتیں یاد کرلو یعنی سورۂ لیسین۔ سورۂ نوح۔ سورۂ فتح سورۂ واقعہ اور سورۂ ملک روز پڑھ لیا کرو اور بستر خواب پر جانے کے قبل پانسو مرتبہ یہ درود شریف اللھم صل علی محمد عبدک و رسولک و نبیک وحبیبک وعلی آلہ اور اسی قدر سورۂ اخلاص پڑھ لیا کرو۔ اس کے بعد پلنگ پر قدم رکھو۔ تجدید بیعت جس طرح پر کہ بیان کیا گیا ہے کر لیا کرو اور اس کی بڑی قدر کرو اور ایک لمحہ کے لئے بھی یاد پیر سے خالی نہ رہو اور تمام دینی اور دنیاوی امور میں پیر کی یاد مقدم رکھو۔ یہی سب کچھ ہے۔ باقی سب بیکار ہے۔

یہ چند سطریں جو میں نے لکھی ہیں اچھی طرح پڑھو۔ جو کوئی اپنی وسعت وہمت کے مطابق ہمارے کہے پر عمل کرتا رہے گا۔ وہ یقیناً محروم نہ رہیگا خبردار نا امید مت ہونا اور یہ نہ سمجھنا کہ ہم سے یہ نہیں ہوسکتا یہ بدگمانی اچھی نہیں۔ سوائے کفار کے اور کوئی رحمت الٰہی سے مایوس نہیں ہوتا۔ پیر کا دامن تھامو۔ ہر کام میں اسے پیشوا بناؤ جو حکم دے اس پر عمل کرو جہاں لے جائے جاؤ۔ چندہی مدت میں ملکوت وجبروت ولاہوت سب کے مالک ہو جاؤ گے۔ اگر فرض کرو کہ تم میں اس حد تک قابلیت نہیں ہے بارے فائدے سے خالی نہ رہو گے۔ اگر ہمارے کہنے پر عمل کروگے تو کچھ کمی نہ ہوگی اور بالآخر مقصود تک پہنچ جاؤ گے تم کیوں دور دور بھٹکتے پھرتے ہو اور اپنی مفروضہ محرومی پر راضی ہوگئے ہو۔

افسوس کہ ہاتھ میں جام ہے اور تو ہوشیار ہے معشوقہ تیرے

ساتھ ہے اور تو بھولا ہوا ہے۔ اے برادر اس راہ میں کوئی نقصان نہیں جس نے اس میں زبان اٹھایا اس نے بھی تمام منافعوں پر صد ہزار شرف وبزرگی حاصل کی۔ اے نادان تجھے کیا اچھا نہیں معلوم ہوتا کہ ہمنشین خلیل اللہ اور ہم کاسہ کلیم اللہ اور ہم زانوے روح اللہ اور قدم بہ قدم حبیب اللہ ہو۔ اے عزیز خم جوش مار رہا ہے اور بر راستہ چلنے والوں کے لئے رہگذر پر سبیل لگا دی گئی ہے اور ساقی غیب ہاتھ میں قدح لے کر بلند آواز سے صدا دے رہا ہے کہ **حی علی الروح والریحان حی علی الذوق والوجدان** لوگو آؤ اور رحمت ورزق الٰہی اور ذوق الٰہی اور ذوق ووجدان لاتناہی کے پیالے پیو۔ مگر حیرت ہے کہ راہ چلنے والے اُدھر رُخ ہی نہیں کرتے اور اپنی حرماں پر قناعت کئے ہوئے ہیں۔

فائدہ (۲۲)

صراط مستقیم پر چلنے اور فراغ دل سے یادِ الٰہی کرنے کے بیان میں

اے عزیز ایک شخص سر راہ کھڑا ہوا ہے تاکہ راستہ بتائے۔ ایک راستہ دائیں طرف جاتا ہے اور دوسرا بائیں طرف لوگ ہیں کہ جوق در جوق بائیں طرف چلے جا رہے ہیں۔ یہ مرد فریاد کر رہا ہے۔ اے عقلمندو جس راستہ پر تم جا رہے ہو یہ خراب وخطرناک ہے جو اس طرف سے گیا ہے سلامتی کے ساتھ کبھی منزل پر نہیں پہنچا اور درمیان

ماخوذ از مکتوبات نمبر ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹ خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رضی اللہ تعالیٰ بجانب ملک داؤد خاں افغان۔ قصبہ کان وجبال ثانی۔

ہی میں ہلاک ہو گیا اور خواری وزاری کے ساتھ جان دی ہے۔ یہ دوسرا راستہ جو دائیں طرف ہے امن وامان، وراحت و فراغت کا راستہ ہے اس میں سلامتی اور نفع ہے۔ لیکن حیرت ہے کہ لوگ اس شخص کو سچا تو سمجھتے ہیں اور اس پر ایمان بھی رکھتے ہیں۔ مگر باین ہمہ ٹھنڈی سانسیں بھر رہے ہیں اور اسی بائیں طرف والے راستہ پر جو خطرناک ہے چلے جاتے ہیں۔ یہ بیچارہ راستہ بتانے والا تنہا کھڑا سمجھا رہا ہے مگر کوئی اس کے کہنے پر عمل نہیں کرتا۔

اے میرے دوستو ذرا سوچو تو سہی کہ ان دونوں میں سے تم کس جماعت میں ہو۔ بائیں طرف جانے والے ایمان رکھتے ہیں۔ جزائے عمل کے قایل ہیں بعث ونشر پر انہیں اقرار ہے لیکن پھر بھی ادھر جا رہے ہیں جہاں نشانہ ملامت بنیں گے اور بُعد مطلوب اور ذلت و خواری میں گرفتار ہوں گے۔ شاید یہ سب سوچکر سیدھے راستہ پر آ جائیں اور ہوا پرستی سے باز آکر خدا پرستی بالآخر ــــــ اختیار کریں۔ وہ دن ضرور آنے والا ہے کہ اُس روز اپنے کئے پر سب پشیمان ہونگے مگر اس سے کچھ اُس وقت حاصل نہ ہوگا۔

پانچ باتوں کو پانچ باتوں کے قبل غنیمت سمجھو[ع]۔ ان میں سے ایک فراغت بھی ہے جو آج نصیب ہے۔ کل ممکن ہے کہ نہ رہے۔ کوئی نبی و ولی نہیں ہے جو موت کے وقت پشیمان نہ رہا ہو کہ ہائے ہم نے اس زندگی کو غنیمت نہ سمجھا اور اس کی قدر نہ جانی۔

جس حال میں ہو رہو۔ جہاں ہو وہیں رہو مگر ایک پاک نفس کے

ع یعنی جوانی کو بڑھاپے کے قبل۔ تندرستی کو بیماری کے قبل۔ تونگری کو محتاجی کے قبل فراغت کو مشغولی کے قبل، اور زندگی کو موت کے قبل غنیمت جانو۔

ساتھ یادِ خدائے عزوجل میں مشغول رہو اگر یہ بات تمہیں نصیب ہوجائے تو سمجھ لو کہ تمام سعادت مندیاں اور نیک بختیاں تمہیں مل گئیں ۔ حق سبحانہ تعالیٰ ایسی سعادت جس کا مبدا رہی ہو اور منتہیٰ بھی رہی ہمیں تمہیں نصیب کرے والسلام

فائدہ (۲۳)

عمل کرنے اور مشغول بخدا رہنے کے بیان میں

تقدیر الٰہی کا قلم جاری ہے اور قضاے الٰہی کی زبان گویا ہے کہ سعید وہی ہے جو ماں کے پیٹ سے سعید پیدا ہوا اور شقی وہ ہے جو ماں کے پیٹ سے شقی پیدا ہوا۔ یعنی بچہ ابھی شکم مادری ہی میں تھا کہ قضا و قدر نے لکھ دیا یہ شقی ہے اور یہ سعید السعید من سعد فی بطن امہ والشقی من شقی فی بطن امہ بطن ام کے دو معنی لئے گئے ہیں ایک ماں کا پیٹ دوسرے ام الکتاب جس سے مراد ہے اللہ جل شانہ کا علم نفسی ۔ اول الذکر معنی لئے جائیں تو یہ حدیث تائید کرتی ہے اکتب الاجل والرزق وانہ شقی وسعید یعنی فرشتہ کو یہ فرمان ہوا کہ بندہ کی عمر۔ رزق نیک بختی اور بدبختی سب لکھ اور اگر ام الکتاب مراد ہے تو یہ آیت ہے یمحوا اللہ ما یشاء ویثبت وعندہ ام الکتاب ام الکتاب سے یہاں مراد علم نفسی ہے جس میں کوئی تغیر و تبدل نہیں ہوتا اور اللہ جل شانہ جس شئے کو محو فرماتا یا قائم رکھتا ہے اسے علم نفسی کے موجب رکھتا ہے غرض کہ جب صحابہ کو یہ حال معلوم ہوا تو انہوں نے کہا یا رسول اللہ عمل کرنے سے اب کیا فائدہ ہمارا

ماخوذ از مکتوب نمبر (۴) خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رضی اللہ عنہ بجانب خواجہ محمد یوسف

انجام تو لکھا ہی جا چکا ہے اسی پر بس بھروسہ رکھیں آپ نے فرمایا نہیں عمل کرو کیسی کو نہیں معلوم وہ شقی پیدا ہوا ہے یا سعید۔ صرف عمل ہی سے ایک اشارہ ملتا ہے جس انجام پر بندہ پیدا کیا گیا ہے اسی کے مطابق اس سے عمل ہوں گے یعنی اگر سعید پیدا ہوا ہے تو اعمال سعادت کی اسے توفیق ہوگی بس عمل صالح ایک طور پر اس نتیجہ کے لئے ایک دلیل بن گیا کہ بندہ نیک بخت ہے اور اللہ جل شانہ کے علم نفسی میں اس کے لئے بڑا درجہ رکھا گیا ہے۔ لہذا عمل صالح کی ریس ہم سب کو کرنا چاہیئے اور نفس کے ان تشویشات شیطانی میں نہ پڑنا چاہیئے کہ اگر خدا نیک عمل کی توفیق دیگا تو کریں گے ورنہ نہیں۔ یہ حق ہے کہ نیک کام توفیق الٰہی سے ہی ہوا کرتے ہیں۔ لیکن تحقیق یہ ہے کہ اگر تم اپنے دل میں ایک عزم مستقل اور مضبوط ارادہ پاؤ اور اس طرف اہتمام کے ساتھ قصد بھی ہو اور دل بھی راغب اور خوش ہو کہ اللہ جل شانہ کی عبادت اور اعمال حسنہ میں جس قدر ہو سکے کوشش کی جائے تو یہ حالت بتلائے گی کہ تم کو توفیق نیک حاصل ہوئی اور تمہاری تقدیر کا لکھا کیا ہے اگر اس تحقیق کا اعتبار نہ کرو گے اور دل میں وہم اور شک لاؤ گے تو کبھی حقیقت کا راستہ نہیں مل سکتا۔ اپنے وجود کو طوفان نوح میں مت غرق کرو۔ اگر ہو سکتا ہے تو ایک لمحہ بھی ضائع نہ کرو کتنا افسوس ہوگا کہ اس جہاں سے تم چلے جاؤ اور تمہیں کوئی نقد قسمت نہ ملے تو ایسا ہی ہے کہ سر میں تجارت کا سودا ہے اور سرمایہ گم ہو گیا ہے۔ سرمایہ کے فراہمی کے لئے کوشش نہیں کی جاتی اور تجارت نہ کر سکنے کا غم ہے اے برادر غافل اور بے غم مت بیٹھو۔ آخر خدائے عزوجل کے ساتھ کچھ مشغول رہنے میں کوئی نقصان ہے اگر اس سے

نقصان ہو تو قیامت میں میرا دامن پکڑنا۔ آؤ۔ اب بھی آ جاؤ وقت باقی ہے دروازہ کھلا ہوا ہے۔ دربان بیکار اور معزول ہے۔ کوئی روک ٹوک کرنے والا نہیں۔ رہ گذر کو عام بنا دیا گیا ہے۔ افسوس ہے کہ تو پھر بھی محروم ہے۔ امید ہے کہ مسلمان اس موقعہ سے فائدہ اٹھائیں گے اور مقصد حاصل کر لیں گے۔

فائدہ (۲۴)

مواہب الٰہی اور مشغولی وفا کے بیان میں

یاد رکھو کہ مواہب وعطایا کسب اور کمائی کے نتیجے ہوتے ہیں اگرچہ کمائی بھی ایک قسم کا عطیہ اور وہبی شے ہے لیکن ظاہر صورت کو دیکھنا چاہیے وہ یہ ہے کہ کسب عمل کرو اور جو کچھ حاصل ہو اُسے فضل اور نعمت الٰہی سمجھو جو خود دراصل ایک وہبی شے ہے۔ صاف بات ہے کہ جو کوئی صابون استعمال کر کے کپڑے دھوئیگا اوسی کے کپڑے صاف ہوں گے۔ خدائے عزوجل نے باوجود اپنے ہاتھ میں ہر طرح کی قدرت رکھنے کے اس دنیا کو عالم اسباب بنایا ہے عطا وہی کرتا ہے لیکن سبب کو ایک ذریعہ بنا دیا ہے کہ لوگ اسے اختیار کریں اور بیکار اور اپاہج نہ بن جائیں۔ طرح طرح کی نیکیاں کرنے اور عبادت الٰہی کی جو مختلف صورتیں ہیں انہیں اختیار کرنے سے تصفیہ دل ہوتا ہے اگر یہ نعمت

[1] ماخوذ از مکتوبات نمبر (۱۴۔ ۲۰۔ ۴۲۔ ۳۲۔ ۴۳۔ ۴۴) خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رضی اللہ تعالیٰ عنہ جناب مولانا علاء الدین گوالیری ثم کالپوری روانہ فرمائے۔

نہیں حاصل ہو جائے اور جملہ افکار و تعلقات وانہماک قلبی سب اللہ جل شانہ ہی کی طرف ہو جائیں تو کیا کہنا ایسے شخص کو گویا سب سعادتیں حاصل ہو گئیں

ہر ساعت کسی نہ کسی شئے کا پیش خیمہ ہوتی ہے **کل یوم هو فی شان** - ہر شخص کی جدوکوشش اس کے حال کے مطابق ہوتی ہے پس تمہاری آرزو وتمنا تمہارے لئے باعث تضیع اوقات ہے وقت ضائع مت کرو جس نے اپنا وقت کھویا اس نے اپنے آپ کو کھویا۔ تمہارے بال بچے اور آنے جانے والے دوست احباب راہ حق میں کسی طرح مزاحم نہ ہونے چاہیں کہیں تم اللہ جل شانہ کی مشغولی چھوڑ کر ان کے ساتھ مشغول و منہمک نہ ہو جاؤ دن کا کام دن ہی میں کر لو۔ رات کا انتظار مت کرنا اور رات کا کام رات ہی میں کر لو دن کا انتظار مت کرنا اور غیب سے جو ظہور میں آئے اس میں تشویش کو راہ ہرگز نہ دینا مگر یہ کہ اپنا وقت ضائع مت کرو۔ آنے جانے والوں ۔لانے ۔لے جانے والوں کو خدا کے سپرد کر دو اور اپنا وقت برباد کرنے سے بچو۔

نصیحت ہمین است جان برادر　　　کہ اوقات ضائع مکن تاتوانی

جو کچھ اس عالم سے رونما ہوا سے پس پشت ڈال دو اور اپنے نفس ایک تنکے سے زیادہ وزنی مت سمجھو اور خدا کے سامنے اپنے کو خوار و زار و گستہ و شکستہ تصور کرتے رہو۔

یاد رکھو کہ خلق اللہ سے دل کو پوری طرح ہٹا لینا اور رب البرایا سے دل لگانا تمام نعمتوں کا سرمایہ ہے اور اس کے فائدے بے اندازہ ہیں جب تک عمر وفا کرے اسی حال میں رہو اور آنکھ کے گوشے سے بھی ماسوی اللہ کی طرف نظر نہ کرنا۔ من کان یرجوا لقاء ربہ فلیعمل عملاً صالحاً ولا

یشرک بعبادۃ ربہ احدا۔

قاعدہ (۲۵)

محبت پیر و عشق و محبت کے بیان میں

حج بیت اللہ کرنے والوں کے لئے اس میں شک نہیں کہ بڑے درجے اور بڑا ثواب ہے مگر ذاتو پہ سر رکھ کر دل کو رب بیت کے سپرد کرنا ایک ایسے بڑے شرف و فضل کی چیز ہے کہ ملحج اس کے سامنے کچھ نہیں۔ یہ دل بیت المعمور ہے۔ یہ دل ظلمت و نور کے خالق کا گھر ہے۔ یہ دل ہر سرور کا سرور ہے۔ یہ دل اپنے سے مہجور اور ذات واجب سے متحد و محفوظ ہے۔ اے اللہ اپنے بندوں کو تو ہی اپنا راستہ دکھا اور معرفت ذات وصفات سے کچھ حصہ عطا فرما۔

مرید جس قدر پیر کے حضور میں رہے گا اسی قدر زیادہ اس پر علوم الٰہی کا شوق و ولولہ پیدا ہوگا اور عشق الٰہی کا اثر مکشوف و روشن ہوگا مجھ سے کوئی پوچھے کہ نیک بخت کون ہے تو میں کہوں گا وہ شخص جسے پیر جیسی نعمت نصیب ہوئی اور پیر کی محبت اس کے دل میں ڈالی گئی۔

اس طائفہ صوفیہ کے بعض مرید عشق کو ذات اور عاشق و معشوق کو اقتضائے ذات سمجھتے ہیں ایسا کہ خواہ عشق چاہے یا نہ چاہے۔ عاشق و معشوق دونوں اس سے دوچار ہوتے ہیں اس لئے ان کے نزدیک عشق

ماخوذ از مکتوبات (۴۸، ۴۹، ۵۰) خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رضی اللہ تعالیٰ بجانب مولانا ابو الفتح علاء کالپوی و قاضی سیف الدین و مولانا نظام الدین مکتوبات (۴۶، ۴۷، ۴۳) کا مضمون دیگر مکتوبات میں آگیا ہے اس لئے انہیں ترک کردیا گیا ۱۲۔

کو موجب بالذات کہتے ہیں۔ بہرحال عشق ایک ایسا بادشاہ ہے جس نے
سوائے ایک شکستہ خانماں خراب دل کے اور کہیں رہنا پسند نہ کیا جہاں کوئی
گرا پڑا۔ جلا بھنا۔ ٹوٹا پھوٹا اور سارا گھر لوٹا ملے گا وہیں اس سلطان عالم
بے عیب کا مسکن ملے گا ان الملوک اذا دخلوا قریۃ افسدوھا
یعنے بادشاہ جب کسی قصبہ و قریہ میں داخل ہوتے ہیں تو اسے خراب و ویران
کردیتے ہیں یعنے جعلوا اعزۃ اھلھا اذلہ اس کے بڑے لوگوں کو گرا کر
خوار و ذلیل کر دیتے ہیں چنانچہ نفس ذلیل جسے کوئی عزت نہ تھی اور خوار زمین
خلیفہ سے ہے دیکھو کہ اسے کیا خلعت نصیب ہوتا ہے اور کس لباس سے
آراستہ ہو کر ذلیل کے درجہ سے عروج کر کے وہ خلیل بنجاتا ہے اور آفا
مَنْ اَھْویٰ وَ مَنْ اَھْویٰ انا کا نعرہ مارتا ہے اور انا الحق کہنے لگتا ہے
اور اُدھر سے یہ حکم ہوتا ہے کہ عَلَیْکُمْ اَنْفُسَکُمْ یعنے تم پر اپنے نفس کا
حق ہے۔ یہ بھی عجیب بھید ہے۔

مگر یہ نعمت اس وقت تک نہیں ملتی جب تک کہ توجہ تام و تزکیہ
نفس کی دولت ہاتھ نہ آئے۔ توجہ تام یعنے دل سے تمام خطرات فنا
ہو جائیں اور وجود ذات کے سامنے حضوری اور جو مطلوب و مقصود
ہے اس کا شہود تصور میں ہو یا حقیقت میں محقق ہو جائے۔ تزکیہ نفس
یعنے جہاں تک ہو سکے نفس کو نامرضیات سے پاک و صاف کرو۔ اسے
جتنا زیادہ صاف کروگے اتنا ہی زیادہ لطیف ہوتا جائے گا۔ اگر یہ دو
نعمتیں تمہارے دامن سے باندھ دی گئیں تو سمجھ لو کہ ہر قسم کی سعادت
تمہیں مل گئی اور عین حقیقت کا عکس دل پر جلوہ فرمانے لگا کے تراحکمن
چنیں دولت تو از بیدولتی غافل

عالم لاہوت کے عکس نے دل پر جو عالم ناسوت سے تعلق رکھتا ہے تجلی فرمائی اور اس عکس کا عکس نفس پر پڑا۔ نفس شوخیاں کرنے لگا۔ اور جَعَلُوا اَعِزَّةَ اَهْلِهَا اَذِلَّه کا مصداق نظر آیا یعنی روح تمام عزت و جلالت اور مدح و ثنا کے باوجود جو اس کے حق میں ہے جب سلطان عشق کے نزد میں آئی تو کس قدر ذلیل و خوار ہوگئی ہے

تا ظن نہ بری کہ ہست ایں رشتہ دو تو
یکتو است ز اصل و فرع بنگر تو نکو

یہ گمان نہ کرنا کہ ایک دوسری کے یہ دو دھاگے ہیں نہیں بلکہ اگر خوب غور سے دیکھو گے تو اصل و فرع دونوں لحاظ سے سب تمہیں ایک ہی دھاگہ نظر آئے گا۔ اے بھائیو سچ کہتا ہوں کہ ہر چند کہ اپنے آپ کو بھنور سے نکال کر دریا کے کنارے لا ڈالتا ہوں مگر دریا طلاطم میں ہے اس کی ہر موج جو آسمان سے ٹکر کھاتی ہے تپانچہ مار کر پھر غرقاب میں ڈال دیتی ہے۔ ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ هديتنا وهب لنا من لدنك رحمة انك انت الوهاب۔ پروردگار ہدایت دینے کے بعد اب ہمارے دلوں کو ڈانوا ڈول مت کر اور اپنے پاس سے ہم پر رحمت نازل فرما تو در حقیقت بڑا بخشش و عطا فرمانے والا ہے۔ مختصر یہ کہ جو کچھ میں نے کہا وہی اصل کار ہے جو کچھ تمہارے آگے آئے اس سے گذر جاؤ اور کوئی توجہ نہ کرو۔ مقصود اس کے بہت پرے ہے

فائدہ (۲۶)

دربیان سلوک و خدمت سلطان و متعلقان

یہ وہ راہ ہے کہ جب تک روح اس قالب سے متعلق ہے ایک ماہ کیا ایک سال بلکہ ہزار سال میں بھی منزل پر نہیں پہنچ سکتے اگر ہیں نے یا تم نے ضعف و سستی کے ساتھ تھوڑی دیر کچھ کام کر لیا تو اس سے کیا ہوتا ہے۔ اس راہ میں جان عزیز فدا کرنی چاہیے۔ بہرحال جس کام میں ہو لگے رہو کوئی حرج نہیں لیکن خدائے عزوجل کے ساتھ ہر وقت مشغول اور اپنے مقصود کے دھن میں رہو ؎

مراد اہل طریقت لباس ظاہر نیست　　کمر بخدمت سلطان بہ بند و صوفی باش

تمہیں بادشاہ کی نوکری۔ باپ کی خدمت اور متعلقین کے حقوق ادا کرنے ہیں اگر تمہارا دل خدا اور پیر کی طرف متوجہ رہے تو کوئی مضائقہ نہیں جو کچھ ہو کرو مگر ہاں خلاف شرع مت کرنا۔ انشاء اللہ تعالیٰ وقتاً فوقتاً تمہاری ترقی ہوتی رہے گی۔ البتہ جو کام میں نے کرنے کے لئے کہا ہے اس میں فرق نہ آئے۔ ملک اور بادشاہ کی خدمت یا باپ اور متعلقین کے حقوق کی رعایت۔ زن و فرزند کی خبرگیری۔ یہ سب کچھ رہی پھر بھی مقصود و مطلوب ضرور حاصل ہوگا۔ ہاں جلدی مت کرو۔ یہ راہ جلدی

ماخوذ از مکتوب (۱۵) خواجہ بندہ نواز گیسودراز رضی اللہ تعالیٰ بجانب ملک عزیز الدین و ملک شہاب الدین ساکنان گلبرگہ ۱۲

طے کرنیکی نہیں ہے۔ بتدریج آہستہ آہستہ قطع ہوا کرتی ہے۔

اندک اندک علم گردد انگہی گویا شود　　قطرہ قطرہ جمع گردد انگہی دریا شود

ابتدائے کار میں میں نے بھی اپنے شیخ قدس سرہ العزیز سے عرض کیا تھا کہ اگر فرمان ہو تو پڑھنا لکھنا سب چھوڑ دوں اور فرمان شیخ کی تعمیل میں پوری طور پر لگ جاؤں۔ فرمایا نہیں۔ اس کی اجازت نہیں دی مگر ان کے حکم کے تعمیل کی برکت سے آخر کار دہی ہو کر رہا اور ہم اس راہ میں انجام کار غرق ہی ہو گئے۔ اس سنت و سیرت کے سوا تمہارے لئے بھی اور کوئی راستہ نہیں۔

فائدہ (۲۷)

قضائے الٰہی و رضا بہ قضا کے بیان میں

ایک حدیث قدسی ہے کہ ماترددت فی امر کترددی فی قبض روح عبدی المومن یکرہ موتہ وانا اکرہ مساءتہ ولاکن جری التقدیر علی ذلک ولابد لہ۔ جتنا میں اپنے بندۂ مومن کی روح کے قبض ہونے میں متردد رہا کسی میں نہ رہا وہ موت کو پسند نہیں کرتا ہے اور میں اس کی دشواری و ناخوشی نہیں پسند کرتا لیکن تقدیر یہی ہے اور اس کے سوائے کوئی چارہ نہیں۔ اس حدیث کو نقل کرنے سے مقصود یہ ہے کہ اللہ جل شانہ بھی اپنی حکمت بالغہ سے بعض ایسے کام کرتا ہے جنہیں پسند نہیں فرماتا۔ اہل حق کا مذہب یہ ہے کہ کفر و معصیت

ماخوذ از مکتوب نمبر (۲۵) خواجہ بندہ نواز گیسو دراز [illegible] جناب نثار اعظم قادری)

تخلف واردات اسی قسم کے دیگر کروہات وجود میں آتی ہیں اور یہ سب قضا و قدر الٰہی سے اس لئے کہ علم الٰہی میں یہ ہے کہ یہ سب ظہور میں آئیں لیکن باوجود ان کے خالق ہونے کے اللہ تعالیٰ انہیں پسند نہیں کرتا دنیا میں کفر و معصیت زیادہ ہے اور اطاعت و ایمان کم۔ طاعت سے وہ خوش ہوتا ہے اور معصیت سے ناخوش مگر پھر بھی انھیں خلق فرماتا ہے اس لئے کہ اس میں اس کی بڑی حکمت ہے جب وہ ایسے امور بھی جو اسے ناپسند ہیں اور جن میں اس کی رضا نہیں اپنی حکمت کے تقاضے سے خلق فرماتا ہے تو پھر ہم اور تم کہاں رہے جو یہ خام طمع کریں کہ جو کچھ ہمارے نزدیک اچھا ہے وہی اللہ جل شانہٗ ہمیشہ کرتا رہے جس میں ہماری رضا ہے وہی وجود میں آئے اور جس سے ہم کراہت کرتے اور ناپسند کرتے ہیں وہ ظہور میں نہ آئے۔ یہ ایک تمنائے محال اور فاسد گمان ہے اپنی کھوٹی پونجی جب وہ خود نہیں پسند کرتا تو دوسرے کی رضا جوئی کیا کرے گا پس جو رضائے الٰہی ہو اس پر سر رکھ دینا چاہیئے۔ نفع ہو یا ضرر۔ خیر ہو یا شر۔ عقلمند آدمی ہوشیار اور صاحب فکر ہوتا ہے۔ اُسے نامرضیات کے ظہور میں آنے سے رنج و الم کرنا نہ چاہیئے اور سوائے صبر و خاموشی اور رضا بہ قضا کے اور کچھ دل میں لانا نہ چاہیئے۔

فائدہ (۲۸)

تحریص بر محبت الٰہی و مشاغل مرداں و زناں

جاننا چاہیئے کہ سب سے زیادہ اہم مطلب اور سب سے بڑا مقصد

ماخوذ از مکتوب نمبر (۵۳) خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رضی اللہ تعالیٰ بجانب قاضی علم الدین شیخزادہ و دیگر یاران گجرات ۱۲

محبت خداوند عزوجل ہے۔ عقلمند آدمی جس شئے میں قیام نہیں سمجھتا اور جس شئے میں طلوع و زوال ہے یعنی بقا نہیں اس پر کبھی نگاہ بھی نہیں ڈالتا۔ مجھے نہیں معلوم کہ میرے احباب کس کام میں لگے ہوئے اور کس فکر میں مبتلا ہیں۔ یاد رکھو کہ جس شئے میں ثبات نہیں اس سے دل کو اٹکانا مناسب نہیں۔ یہ دنیا ایک ایسی معشوقہ ہے جس میں کوئی مہر و وفا نہیں۔ اور نخرے کرنے اور جھٹکنے کے سوا اس کا کوئی اور کام نہیں۔ اس کا عاشق کبھی بامراد نہیں ہوتا۔

بگذر زیں سرائے غرور فریب — در شکن زیں رباط مردم خوار
کلب کاندرو نخواہی ماند — سال عمرت چہ دہ چہ صد چہ ہزار

اے عزیز محبت الٰہی ایک گلزار ہے اگر ہو سکے تو اس میں سے کچھ پھول چن لو۔ ڈرتا ہوں کہ کہیں موت نہ آ جائے اور اس گلزار کی خوشبو سے تمہارا دماغ خالی رہے۔ سو کیا رہے ہو اٹھو بیدار ہو کچھ کام کر لو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ میں بھی بیکار رہ جاؤں جہاں تک ہو سکے اس جہان فانی سے کچھ حاصل کر لو جو عاقبت میں توشہ کا کام دے اور قیامت میں مراحم ربانی کا باعث ہو۔

مردوں کو میری یہ نصیحت ہے کہ پانچ وقت جماعت سے نماز ادا کریں جمعہ کا غسل بلا عذر شرعی ناغہ نہ کریں اور مغرب کی نماز کے بعد تین سلام سے اوابین کی چھ رکعتیں پڑھ لیا کریں جن میں سے ہر ایک میں تین تین بار قل ھو اللہ پڑھیں پھر دو رکعت نفل حفظ ایمان کے لئے پڑھیں اس طرح پہ کہ ہر رکعت میں سات بار سورۂ اخلاص اور ایک ایک بار معوذتین پڑھکر سلام پھیریں پھر سجدہ میں سر رکھکر تین بار یہ دعا مانگیں یا حی یا قیوم ثبتنی

علی الایمان۔ جب عشار کی نماز پڑھ چکیں تو دو رکعتیں اور پڑھیں۔ ہر رکعت میں بعد فاتحہ دس دس بار سورہٗ اخلاص پڑھیں۔ جب سلام پھیریں تو ستر بار یا وھاب (ہ پر زور دیکر پڑھیں) ہر ماہ میں ایام بیض کے روزے رکھا کریں اگر اس قدر بھی کوئی نہ کر سکے تو پھر صوفیوں کے مسلک میں قدم ہی نہ رکھے عقلمند آدمی کا یار یا تو اس کی بغل میں ہوتا ہے یا در یار پہ اس کا سر ہوتا ہے۔ اگر یہ نہیں ہے تو وہ بیگانہ ہے۔

عورتوں کو میری یہ نصیحت ہے کہ بلا عذر کے نماز ناغہ نہ کریں اور جو کچھ مردوں کو کرنے کے لئے کہا ہے یہ بھی کریں مگر ہزل و ہذیان کے کوئی بات زبان سے نہ نکلے اور یا تو یا وھاب کا معمول رکھیں ورنہ استغفر اللہ کا جس کے شوہر ہو اُسے شوہر کی رضامندی حاصل کرنا ضرور ہے لونڈیوں باندیوں کو کام خراب کرنے یا چوری وغیرہ کرنے پر کوئی رنج وایذا نہ دی جائے یاد رکھو کہ جو کوئی ہمارے کہنے پر عمل نہ کریگا وہ ہمارا نہیں۔

فائدہ (۲۹)[1]

محبت الٰہی و قدر وقت و اشتغال بہ اوراد بیان میں

عمر کی چند سانسیں جو باقی رہ گئی ہیں انھیں غنیمت سمجھو اور غیر حق سے جوانی و فانی سے دل کو ہٹالو اور لوگوں سے ملنا جلنا کم کر دو۔

دانی کہ یار چہ گفتہ است امروز کہ ہر کہ جز یار ہست از و دیدہ بدوز

[1] ماخوذ از مکتوبات (۵۵-۵۶-۵۷-۵۸) خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رضی اللہ تعالیٰ بجانب مولانا سید نصیر الدین و مولانا علم الدین وسید علاء الدین۔

لوگ سو رہے ہیں جب مریں گے تو بیدار ہوں گے - ہمیں تمہیں اللہ تعالیٰ اپنی حفاظت میں رکھے اور اس کی طرف سے منھ پھیرنے اور غیر متعلق چیزوں میں وقت ضائع کرنے سے بچائے -

یہ تو بتاؤ کہ کبھی تم پر الہیت کی چوٹ بھی پڑی ہے - کبھی تمہارے دل پر آفتاب احدیت کے جمال کا بھی سایہ پڑا ہے یا نہیں - اگر یہ دولت نصیب ہوئی ہے تو بڑی نیک بختی سمجھو اور ہمیں بھی اشارتاً کچھ لکھو تا کہ اس کی حقیقت معلوم ہو سکے اور اگر ایسا نہیں ہے تو بھی کوئی مضائقہ نہیں ایسا بھی ہوا کرتا ہے - آرام سے سوؤ - کھاؤ پیو اور بے غم رہو لیکن اگر تمہارے مطلوب میں شہود ہی داخل نہیں اور تمہیں کوئی درد طلب بھی نہیں تو افسوس ہے اور اگر درد طلب ہے تو آہ سحرگاہی کہاں گئی - ٹھنڈی سانسیں کہاں ہیں اور آنسو بھری آنکھ کہاں اور دل کی بیقراری کہاں ہے - دلبر سے یا تو وصل نصیب ہو جائے یا اس کے دروازے پر سر دھرا ہے - لیکن اگر بندہ ہوائے نفس میں گرفتار رہے تو افسوس صد ہزار افسوس ہے

چہ بکونین می شوی مغرور   ہر دو عالم بدہ مبادلہ کن

کیا یہ سودا اچھا نہیں معلوم ہوتا - بارے اگر صاف پانی پینے کو نہیں ملتا تو پھٹے ہی لے کر پیاس بجھالو - بہر حال وقت کی بہت قدر کرو ہے

نصیحت ہمین است جان برادر   کہ اوقات ضائع مکن تا توانی

جو کوئی صرف کھانے پینے اور سونے کا ہو رہا وہ مقصود سے محروم رہا - ایک آدمی کسی عورت پر عاشق تھا لیکن خلوت نصیب نہیں ہو رہی تھی - ایک مرتبہ اس عورت نے کہلا بھیجا کہ شب کے وقت فلاں روز تمہاری طرف سے گذروں گی راہ میں میرا انتظار کرنا - غریب عاشق رات بھر نہ سویا لیکن بدبختی دیکھو کہ

جس وقت محبوبہ اُدھر سے گذری اس جوان کو نیند آگئی ۔ وا ویلا وا مصیبتا ؎

درد اکہ آہ گرم زبیاریم بسوخت　　　　تنہانہ آہ گرم کہ دمہائے سرد ہم

اس شب کی صبح کو حضرت ابوسعید ابوالخیرؒ وعظ فرما رہے تھے کسی نے پوچھا کہ حضور عشق و محبت کی علامت کیا ہے ۔ فرمایا کہ جب دریائے محبت جوش میں آئے اس وقت پوچھنا ۔ غرض کہ محبت کی گفتگو شروع ہوئی اور شیخ علیہ الرحمۃ کو جوش آیا تو سائل نے سوال کیا آپ نے فرمایا کہ محبت کی علامت یہ ہے کہ عاشق کو معشوق کے بغیر خواب و خور حرام ہو جائے ۔ جتنی مقدار خواب و خور میں گذاریگا اسی قدر محروم رہے گا ۔ کل رات کا اس جوان کا واقعہ ہی دیکھو کہ اس نے تمام شب انتظار میں گذاری مگر جب محبوبہ کی سواری گذری تو اس وقت ذرا دیر کے لئے آنکھ جھپک گئی اور معشوقہ نکل گئی ۔ اس کی محرومی دیکھو ۔ جوان نے جو یہ سنا تو بے قرار ہو کر اٹھا پھر گرا اور جان نکل گئی ۔ تمہاری غفلت کی تو یہ حالت ہے اور اس پہ بڑی امیدیں باندھتے ہو ۔ پانی پر معمّا نویسی سے کہیں کام چلتا ہے اس راہ میں تو جان دے دینا چاہیئے ؎

اندریں راہ اگرچہ آں نہ کنی　　　　دست و پائے بزن زیاں نکنی

بلکہ جاں جاسے دہ زیاں نہ کنی

الغرض یہ دنیا بے ثبات ہے اسے کوئی بقا نہیں ۔ اگر ہو سکتا ہے تو کچھ نقد بنا کر گرہ میں باندھ لو تاکہ اس زاد راہ کی مدد سے بارگاہِ معلیٰ تک پہنچ سکو ۔

مختصر یہ کہ دونوں جہاں کی سعادت ان دو چیزوں میں سے یہ نقدِ وقت ہیں انھیں حاصل کرو یعنی (۱) پاکیٔ نفس اور (۲) توجہ دل بحضرت حق

جسے یہ نعمتیں نصیب ہوئیں اسے اس بارگاہ معلی تک پہنچنے کے لئے زاد راہ مل گیا۔ پس تمہیں لازم ہے کہ (الف) ایسے کام کرو جن سے اللہ اور رسول خوش ہوں (ب) ہمیشہ بندگان خدا کے ساتھ نیک معاملہ رکھو اور نیکی کرتے رہو (ج) ان پر احسان و اکرام کرنا اپنا پیشہ بنا لو اور (د) جو وظائف و اوراد کہ ہم نے بتلائے ہیں انھیں کرتے رہو اور (ھ) خبردار بیماری ہو یا صحت۔ سفر ہو یا حضر اپنے کام میں کمی نہ کرنا۔ گو ان مکتوب میں مخاطب تم ہو مگر جو کوئی بھی مطالعہ کرے اور سمجھے ہمارا خطاب اسی سے ہے۔ والسلام۔

فائدہ (۳۰)[1]

اتباع سنت نبوی کی پیروی پیرو طلب در دکے بیان میں

اگر انسان نے بشری خواہشات اور حظوظ سے تجاوز نہیں کیا اور حیوانی غذا کی حد سے باہر نہیں نکلا تو اس میں اور دوسرے حیوانوں میں کوئی فرق نہیں۔ صورت شکل کے امتیاز سے کوئی حقیقی نتیجہ نہیں نکلتا۔ جو حظوظ تمہارے لئے ہیں اور جو نفس امارہ حکم کر رہا ہے ان کے سامنے سر تسلیم مت خم کرو ورنہ حال اور مآل دونوں میں محروم ہی محروم رہو گے اور سوائے حسرت و افسوس کے اور کچھ ہاتھ نہ آئے گا۔ جب حال میں گدھے اور بیلوں کی خصلت سے تمہارا کام مطابق ہوا تو پھر مآل

[1] ماخوذ از مکتوبات، نمبر (۵۹-۶۰) خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رضی اللہ تعالیٰ بجانب شیخ منور و شیخ سعد الدین نبیرگان حضرت فرید الدین گنجشکر ۱۲

میں ایسے ہی انجام کے سوا اور کیا نصیب ہوگا لیکن اللہ جل شانہٗ کی فضل وعنایت سے اگر صفات سبوحی وقدوسی کے جانب، تم مائل ہوئے تو اسی نوع کی صفائی اور نزاہت نصیب ہوگی۔

ہر شخص کو اپنے نفس سے محاسبہ کرتے رہنا چاہیے۔ جتنا زیادہ کہ میں خود اپنے تئیں جانتا ہوں دوسرا مجھے نہیں جان سکتا۔ ذرا ہم سوچیں تو سہی کہ کیا جمع پونجی ہمارے پاس ہے۔ سودائے خام کی کونسی دیگ ہم پکا رہے ہیں۔ کہیں وہم وخیال سے تو ہم عشق بازی نہیں کر رہے ہیں۔ بیت اللہ ہمارا مقر و ماویٰ ہے لیکن کہیں ہم نے گھورے پر تو مسجد نہیں بنائی۔ کہیں کھاری زمین میں تو ہم نے بیج نہیں ڈالے۔ یہ سب سوچنے اور نفس سے محاسبہ کرنے کی باتیں ہیں۔ توقع ہے کہ نفس کو پاک تر اور دل کو جو متوجہ بخدا ہوا ہے اپنے آپ سے نزدیک تر رکھو گے۔ خدا کرے تمہیں وہ قربت نصیب ہو کہ فرمایا انا من اھوی ومن اھوی انا یعنے معشوق وعاشق دونوں بس ایک ہی ہیں) تمہاری زبان سے نکلنے لگے۔ مگر میں نہیں کہہ سکتا کہ تم کس خیال میں ہو اپنے متعلق کس گمان وخوش فہمی میں مبتلا ہو اور کس شے پر قرار ملا ہے تمہیں اس کی کوئی فکر ہی نہیں کہ کہیں یہ خوش فہمیاں مکر تو نہ ہوں۔

صاحب بصیرت، روشن دل اور دیدہ ور ہی لوگ جانتے ہیں کہ قل انما انا بشر مثلکم (میں بھی تمہاری طرح ایک بشر ہوں) میں کون سی حقیقت پنہاں ہے۔ امتیاز کی صورتیں اور ہوتی ہیں اور اشتراک کے کچھ اور۔ شیخ فریدالدین گنج شکر کچھ اور ہی تھے اور دوسرے صوفیہ کچھ اور۔ ایک صورت ہے کہ ظاہر میں نظر آتی ہے اور وہی باطن میں

کچھ اور ہوتا ہے ۔ تمام انسانی شکلیں ایک ہی سے دکھائی دیتی ہیں
ہر آدمی آدمی ایک سا نہیں ہوتا ۔ باطنی شکلیں بہت مختلف ہوتی ہیں ۔ بہرحال
یہ یاد رکھئے کہ پیر کا دل مرید کے دل کا آئینہ ہوتا ہے اور مرید کا دل پیر
کے دل کا آئینہ ۔ پیر اپنے دل میں مرید کو دیکھتا ہے چنانچہ ان الذین
یبایعونک انما یبایعون اللہ (جن لوگوں نے تم سے بیعت
کی انہوں نے اللہ تعالیٰ سے بیعت کی) بھی اسی بھید کا ایک شوشہ ہے
توجہ باطنی کے لیے اس ظاہری صورت کا سامنے موجود رہنا ضروری
نہیں ہے ۔ تم ہی دیکھو کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کو پردہ
کئے ہوئے کتنی صدیاں گزر گئیں ۔ ابھی ہمہ کیا کیا کام ہو گئے اور وجود
کے اس بار کو کس منزل تک پہنچا کر اتار گیا ۔ آستانہ جناب رسالتمآب
صلی اللہ علیہ وسلم سا آستانہ کم نبیوں کو نصیب ہوا ہوگا ۔ یعنی آپ کی
اتباع کے فضل و شرف نے کہاں سے کہاں تک امت کو پہنچا دیا ۔ پھر
مہمان کریم کی خاطر اس کے طفیلیوں کو بھی درجہ اختصاص بخشتا گیا ہے
طفیلی ایسے نہیں تھے جو کھانے پینے میں نسبت اشتراک رکھتے ہیں بلکہ
وہ جو اس کے بتائے ہوئے شرع شریف کا اتباع کرتے اور جس مہمان
کریم کے ساتھ ہیں اسی کے قدم بقدم چلتے اور اس قدم مقدس کی اتباع
سے اپنا نصیب حاصل کرتے اور حظ اٹھاتے ہیں ۔ حضرت خاتم الانبیاء
(صلعم) کے ان پیروؤں کو بھی اسی طرح قیاس کرنا چاہیئے اب خود تم
مقایسہ کرلو کہ گلستان فریدی سے تم نے کون سے پھول چنے ہیں اور اس
بوستان سے کیا نعمت حاصل کی ہے ۔ اہل چشت کے اس باغ
جس کسی نے پھل کھائے اتباع کرتے ستھری کھائے ۔ ہم نے بس

یہ اک گر بتا دیا لیکن نہیں جانتے کہ کون خوش نصیب اس سے فائدہ حاصل کرتا اور ان بزرگوں کی اقتدا سے پھل اور پھول چنتا ہے۔

اے برادر اس عمر کو عزیز سمجھو۔ خوار مت سمجھو اور جو کچھ کر سکتے ہو اس میں کر گذرو۔ جس نے اپنے آپ کو نہیں پہچانا اس نے خدا کو بھی نہیں پہچانا اور ہلاکت کے غار میں گرا۔ یہ معرفت کا گر ان بزرگوں سے سیکھو اس بارے میں سب کے تعلیم ایک اور سب یک کلمہ اور یک زبان ہیں۔

ہماری تمہاری کیا حقیقت۔ واللہ اگر وجدان یار نہیں تو طلب کرنے میں کیا نقصان ہے۔ کیوں نہیں طلب میں عمر گذار دیتے۔ اگر معرکہ میں مردوں کی طرح جولانگری میسر نہیں تو مردوں کی صورت بنا کر نعرہ مارنے میں کیا حرج ہے۔ اگر حقیقت وصال نہیں نصیب تو اس کی تمنا ہی میں عمر بسر کرنا کیا برا ہے۔ اگر اچھی طرح سمجھو تو معلوم ہوگا کہ دراں وجود مقصود سے خوش تر درد طلب ہے جو اس میں مزا ہے وہ کسی میں نہیں ہمارے سرور ہمارے پیشوا و مقتدا حضرت فریدالدین مسعود نور اللہ مرقدہ و قدس اللہ روحہ جب سے خوش ہوتے یہ دعا دیتے کہ خدائے عزو جل اپنا درد تجھے عطا کرے والسلام

فائدہ[1] (۲۱)

محبت الٰہی و اتباع نبوی (صلعم) کے بیان میں

ذوق آمیز کلمات تحریر میں نہیں آ سکتے مگر کچھ لکھتا ہوں۔ اللہ جل شانہ

---

[1] ماخوذ از مکتوب نمبر (۲۱) خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رضی اللہ تعالیٰ بجانب بعض مریدان چندیری چترہ وایرج۔

تقدس و تعالیٰ نئی نئی عجیب شکلیں خلق فرما سکتا ہے **کل یوم ھو**
فی شان چنانچہ **یحبہم و یحبونہ** (وہ انہیں چاہتا ہے اور وہ
بھی اسے چاہتے ہیں) اسی کے فرمودہ ذوق آئینہ کلمات ہیں اور جدھر
اشارہ کر رہے ہیں وہ میرے نزدیک ایسے معانی ہیں جو متعین ہیں گو ایک
مولوی مرد فقیہ ان کلمات مبارک کی طرح طرح کی تاویلیں کرتا ہے لیکن
میں سمجھتا ہوں کہ ان دو لفظوں سے اس فیض سبوحی و قدوسی کی طرف
اشارہ ہو رہا ہے کہ انا حاسب (میں حساب لینے والا ہوں) دیکھتا
ہوں کہ کون مجھ سے محبت کرتا ہے اور کون نہیں کرتا اور مجھ سے جو محبت
کرے گا میں بھی اس سے محبت کروں گا۔ محبت کا مقدمہ آشنائی و
شناسائی ہے پہلے معرفت ہوتی ہے پھر محبت آتی ہے۔ معرفت بھی دو
طرح کی ہوتی ہے۔ ایک تو یہ کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ سب جمیلوں کا جمیل
اور کل جمالوں کا جمال اور تمام حسن و خوبی کا مخزن ہے۔ اسی خزانہ جمال
سے انوار اور حسن کے شعاعیں لمعہ افگن ہوتی ہیں کہ ع الاذن تعشق
قبل العین احیاناً۔ یعنی کبھی آنکھ سے قبل کان مبتلائے عشق ہوتے ہیں

؎ نہ تنہا عشق از دیدار خیزد   بسا کین دولت از گفتار خیزد

پھر جب اس طرح ایک گونہ شناسائی ہو گئی تو قدم آگے بڑھتا ہے اور توجہ
قائم رکھنے اور یاد کرنے سے عالم محبت سے بھی کچھ حصہ نصیب ہونے لگتا
ہے اور اس ہمہ جمال اور ہمہ کمال کے لئے ایک ٹیس سی دل میں پیدا
ہو جاتی ہے۔ دوسرے لوگ یہ کہتے ہیں کہ جو کوئی اہل محبت کے ساتھ اٹھتا
بیٹھتا اور رہتا سہتا ہے اس کے دل میں بھی محبت کا بیج بو دیا جاتا ہے
پھر یہ بیج اللہ جل شانہ کی قدرت بالغہ اور حکمت عالیہ کی آیتوں اور

نشانیوں پر لگا۔ قائم رکھنے سے نشو ونما حاصل کرتا اور درخت بننا شروع ہوتا ہے۔ اُس کی شان دیکھ کر ادھر خیال جاتا ہے کہ جس ذات میں یہ سب کچھ پیدا کرنے کی قدرت وحکمت ہے اس میں کیا کیا کمال اور کیا کیا جمال ہوں گے۔ اس طرح خیال دوسری طرف منتقل ہوتا ہے اور اس معرفت سے محبت الٰہی پیدا ہوتی ہے لیکن ہمیں جو مطلوب ہے وہ ایسا شخص ہے کہ اس جہاں کی نیکیوں اور بدیوں کسی کی پروانہ کرے نہ کسی سے خوف کھائے اور نہ ہیبت بلکہ انہیں دیکھ کر اس کی طلب میں اور اضافہ ہو اور اس کی روش میں مزید ترقی ہوتی جائے۔ ممکن ہے کہ ایک ایسی حالت اس پر گذرے کہ کبھی وہ اپنے دل سے اس طرح کی باتیں کرتا ہو کہ اے سفلی۔ ظلماتی اور اے فانی وزمانی تجھے اس حضرت عزت وجلال سے کیا نسبت۔ بے ادب شوخ و بے شرم ایسی بڑھ بڑھ کر خیالی پلاؤ پکا رہا ہے۔ استغفراللہ اس سے باز آ اور سو بار توبہ کر۔ کہاں مٹی کا ڈھیر اور کہاں رب العالمین۔ کہاں تو اک کیچڑ کا لوندا اور کہاں وہ سب عالموں کا پالنہار اور اس کی باتیں اور پھر ہر طرح پہ عقل وہوش درست کرنے کی کوشش کرتا ہو کہ اس خطرہ سے باز رہے مگر اے رب تیری ہی قسم بیچارہ مسکین جو کہ پہلے طلب وعشق ومحبت میں اس طرح مبتلا تھا گو اس کا دوسرا حال اب یہ نظر آرہا ہے کہ نماز تلاوت وکسب وکار میں مشغول ہے اور بظاہر طلب سے غافل اور خود بیں ہو گیا ہے یہ سب کچھ ہے مگر باوجود اس کے جب لپکا لگا اس کی نظر دل پہ پڑتی ہے۔ تو یہ ترنگا ہے کہ اندر سے چلی کہاں کی آواز آ رہی ہے اور باوجود ان سب ظاہری مشاغل کے طلب ہو کر رہا ہے گویا۔

ہی کو کر رہا ہے اور جستجو اگر ہے تو بس اسی کی ہے ؎

دل را ز عشق چند ملامت کنم کہ ہیچ　　این بت پرست کہنہ مسلماں نمی شود

فقیہ طعنے مارتے ہیں اور واعظ و محدث نصیحت کرتے ہیں یعنی سر اپنی جگہ دوسرا ہی سودا پکاتے ہیں۔ یہ سب اس کی جان کے دشمن اور اس مسکین و بیچارہ کے پیچھے پڑے ہیں مگر با ایں ہمہ یہ شیفتہ آشفتہ زلف و خال یار کا گرفتار پوری امید و جسارت کے ساتھ فریاد کر رہا ہے ؎

جز یاد دوست ہر چہ بری عمر ضائع است　　جز سر عشق ہر چہ بجوی بطالت است

علمی کہ رہ بحق ننماید جہالت است

کہتا ہے کہ اگر یہ سب درد و دوستی باقی رہے تو دوزخ کی بھی پروا نہیں۔ رقص کرتا ہوا جاؤں گا اور اگر بہشت میں لے جائیں گے تو بغیر دوست کے وہاں نہ جاؤں گا۔ ع گر بے تو بود جنت بر کنگرہ ننشینم۔ ثوبان کی حکایت کہ جناب رسالت آب صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ انہیں کیسی محبت تھی مشہور ہے۔ اب اپنی حالت پر نظر ڈالو کہ تم کس کام میں ہو۔ کیا کھاری زمین پر کاشت کر رہے ہو یا آب جاری پر نقش بنا رہے ہو۔ یاد رکھو اس سے کوئی فائدہ نہیں۔ شاہد بازی اور پارسائی دونوں میل نہیں کھا سکتیں

اے دوست اے برادر۔ اے یار اگر عشق نہ ہوتا تو سبزہ نہ اگتا۔ اگر عشق نہ ہوتا تو کوئی جانور اپنے بچہ کو نہ پالتا۔ اگر عشق نہ ہوتا تو آسمان کبھی گردش نہ کرتا۔ اگر عشق نہ ہوتا تو کسی کو بھی اللہ جل شانہ جہاں میں پیدا نہ کرتا کیا تم نے فاحببت ان اعرف کی حدیث قدسی نہیں پڑھی اگر تمہیں اپنے دل میں اپنی ذات کی طرف سے کچھ گمان ہے تو یہ صرف ہوس ہے

اور تمنا اس کے ساتھ ضم ہوگئی ہے ۔ علم و عمل و زہد و تمنا و ہوس ؛
یہ جملہ رہ است خواجہ منزل پنداشت ۔ اس نوے سال کے بڈھے سے پوچھو
کہ کیا حال ہے ۔ ہر شب ہر روز کوئی نہ کوئی زحمت و تکلیف ساتھ لگی رہتی ہے
اور تمام رات قیام میں اور دن صیام میں گذر جاتا ہے ۔ ہیں نے جو اس کا ایک نشان
بتایا تھا تم کیسے اس نشان کے پتے سے اس کا پتہ لگا سکتے ہو کیا اس کی وقت
"لی مع اللہ" میں کوئی خطرہ گذر کر سکتا ہے ۔ لا واللہ ہرگز نہیں ۔ نیکی کے دروازے
وا ہیں فیض جاری ہے جو کوئی کام کریگا نیک مرد اور نیکوکار ہوگا ۔ طالبانِ
حق کا کام راہ سلوک اختیار کرنا ہے جب تک اس راستہ پر نہ چلیں گے وصول
میسر نہ ہوگا ۔ اللہ جل شانہ فرماتا ہے **قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ** پس جس کسی کو محبوب بننے کا شوق ہے چاہیے
کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم بقدم چلے گویا کہ آپ صلعم
یہ ارشاد فرما رہے ہیں کہ جس راہ سے میں نے سلوک طے کیا اور منزل پر پہنچا ہوں
جو کوئی اسی راہ پر چلیگا میرے مقر و مستقر پر میرا ہم زانو اور ہمقدم ہوگا تم کہو گے
کہ رسول اللہ صلعم کے برابر کون ہو سکتا ہے ۔ یہ صحیح ہے لیکن حضور جس مے محبت
الٰہی کے دریا پی گئے تھے اسی کا ایک قطرہ تمہارے حلق میں بھی ٹپکایا جائیگا ۔ پھر
تابع و متبوع سابق و مسبوق کا فرق سب جانتے ہیں دونوں برابر نہیں ہو سکتے لیکن
سب ایک ہی ڈگر کے چلنے والے ہوتے ہیں یہ شرف کیا کم ہے ۔ اپنے وقت کو
ورد و اوراد سے منور رکھو عقل نہیں کہتی کہ اس میں دنیا و آخرت کا کوئی بھی
نقصان ہے ۔

دریاب اگر تو عاقلی بشتاب اگر صاحب دلی ۔
باشد کہ نتواں یافتن دیگر چنیں ایام را

فائدہ (۳۲)

تزکیہ و مخالفت نفس و توجہ تام کے بیان میں

معلوم ہو کہ طلب حق میں کوئی کسب مانع نہیں ہے جس کام میں چاہو رہو۔ اگر یہ دو چیزیں تمہارے پاس ہیں یعنی پاکی نفس اور توجہ تام تو سب کچھ ہے توجہ تام سے مراد ہے یاد خدا میں دل کو لگائے رکھنا ہمیشہ اس کی یاد میں رہو اور اسی طرف دلکو متوجہ رکھو اور تمام کاموں میں پیر کی پیروی مقدم سمجھو اور اس توفیق کے لئے بھی پیر سے مدد مانگتے رہو۔ کسی کام میں سستی نہ کرنا۔ کسی واقعہ سے دلکو مشغول کر لینا مقصود سے پیچھے رہ جانا ہے ہمارا مطلوب اتنا بلند مرتبہ ہے کہ تحریر میں نہیں آسکتا جب تک کہ بندہ خدا عزوجل کے ساتھ ایک نہ ہو جائے۔ یعنی سوائے خدا کے نہ کچھ دیکھے اور نہ جانے اور نہ پہچانے اس وقت تک یہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ کوئی چیز ہوا جو عورت کہ مردوں کے سے کام کرے وہ گو عورت کی صورت ہے مگر دراصل مرد ہے اور جو مرد عورتوں کے سے کام کرے یعنی ہوا پرست ہو تو وہ گو مرد کی صورت ہے مگر دراصل عورت ہے توقع ہے کہ آں برادر ہمیشہ عبادت الٰہی میں وقت صرف کرتے رہیں گے اور رشتہ داروں کے ساتھ ایسی زندگی بسر کریں گے اور ان کے حق ادا کرتے رہیں گے جیسا کہ حق ہے۔ اس جہاں سے سوائے نیک عمل لے جانے کے اور کسی صورت سے کام نہیں بنے گا۔

ماخوذ از مکتوبات نمبر (۶۳-۶۴-۶۵) خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رضی اللہ تعالیٰ بجانب قاضی مرہان اللہ و مولانا سلیمان و میر چندہ۔ مکتوب (۶۲) کا مضمون فائدہ (۳۱) میں آگیا ہے۔ ۱۲

فائدہ (۳۳)[1]

نبوت اور ولایت کے بیان میں

مقام ولایت سے مراد ہے قرب حق و معرفت خدائے عزوجل و اطلاع بر حقائق یہ اطلاع ایسی ہونی چاہیئے کہ جو غایتوں کے غایت اور منتہیٰ تک پہنچی ہو انبیاء علیہم السلام کو بارگاہ خداوندی سے پہلے یہی مرتبہ ملا ہے یعنی اولیاء میں سے جن پر نہایت بے غایت ہوئی اور مقصود ہوا کہ ان سے دعوت خلق کا کام لیا جائے تو انہیں نبوت کے مقام پر فائز فرمایا اور یہ کام ان سے لیا۔ اسی اعتبار سے کہا جاتا ہے کہ مقام ولایت کی انتہا مقام نبوت کی ابتدا ہے پس کوئی نبی ایسا نہیں گزرا کہ اول ولایت کے درجہ پر پوری طرح باقصی الغایات سرفراز نہ ہوا ہو۔ پہلے ولایت ملی ہے اس کے بعد نبوت کی دولت نصیب میں آئی ہے بعض اس امت کے صوفی جن میں ولولہ محبت و شوق از حد غالب ہے بعض اولیائے امت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو بعض انبیائے سابقین پر دو وجہوں میں بڑھ کر فضیلت دیتے ہیں۔ ایک یہ کہ اصل ولایت یہ ہے کہ قرب خداوندی اور معرفت الٰہی حاصل ہو اور حقائق پر پوری پوری اطلاع ہو اور نبوت وہ کام ہے جو خلق خدا سے متعلق ہے جس کے لئے خدا نے اپنے بندوں کے پاس اس نبی کو بھیجا ہے اس وجہ سے بادی النظر میں معلوم ہوتا ہے کہ شاید وہ ولی کو نبی پر فضیلت دیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ولایت ایک ایسا رکن ہے کہ نبوت کی بنا اسی پر قائم ہے۔ اس سے عوام کو یہ خیال ہوا کہ ان بزرگوں نے ولی کو نبی پر ترجیح و تفضیل دی ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ طالبان علم علی العموم یہ خیال کرتے ہیں کہ جس نے

---

[1] ماخوذ از مکتوب نمبر (۶۶) خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رضی اللہ تعالیٰ بجانب حضرت مسعود بک قدس سرہ۔ مطبوعہ نسخہ میں مکتوب بھی غلط ہوا ہے جو حضرت مسعود بکؒ نے اس خط کے جواب میں لکھا ہے اس کا ترجمہ یا خلاصہ چونکہ اس سے متعلق نہ تھا اس لئے نظر انداز کیا گیا ۱۲

جناب باری تعالیٰ کے تنبیافوے نام تحقیق کے ساتھ پڑھ لے وہ یہ دیکھتا ہے کہ بہت سی چیزیں ایسی ہیں جو ضمناً تو ثابت ہوتی ہیں۔ مگر اصلاً نہیں ۔ مثلاً آل نبی پر "صلی اللہ علیہ وسلم" کہنا اور درود بھیجنا محض ضمناً ہے اور بالاصل ثابت نہیں ہے ۔ نبی پر درود و سلام بھیجتے وقت آل کو بھی ضمناً جب درمیان میں لے آئیں تو مضائقہ نہیں ۔ نیز صوفیان متالہہ یعنی جن پر ولولہ و دیوانگی عشق غالب ہے کہتے ہیں کہ امت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں بعضوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بشریٰ میں وہ دولت نصیب ہوئی ہے کہ انبیائے سابق کو نصیب تھی چنانچہ یہی حال دیکھ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس امت میں داخل ہونے کی خواہش کی تھی یہ غلبہ عشق کا کلمہ ہے مگر اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ولایت نبوت سے افضل ہے پھر اگر کوئی یہ کہے کہ میں نبوت پر ولایت کو فضیلت دیتا ہوں تو اس کے سامنے میرا یہ قول پیش کر دیا جائے ۔

نوٹ :- اس مکتوب میں حضرت خواجہ صاحب قدس سرہ العزیز نے پہلے اہل تصوف کا عقیدہ صحیحہ بیان فرمایا اس کے بعد صوفیان متالہہ کے جوش خیالات بیان کئے اور ان کی طرف سے معذرت ... کہ ان کا قول اصل و حقیقت پر مبنی نہیں بلکہ ضمنی اور والہانہ ہے یعنی اتباع رسول میں ایک والہانہ ضمنی صورت پیدا ہو جاتی ہے جو حقیقتاً اصل نہیں ہوتی ہے اور نہ کوئی مذہبی عقیدہ بلکہ ایک کیفیت ہوتی ہے چنانچہ اس ولولہ شوق و محبت میں بعض شطحیات ان کی زبان سے نکل جاتے ہیں جو کوئی اصلیت اور حقیقت نہیں رکھتے ۔

STATE CENTRAL ... HYDERABAD

تمت

عہ یعنی صفات ایک ضمنی شے ہے لا عین و لا غیر مسلمہ مسئلہ ہے اور ذات ایک اصلی حقیقی شے ہے جب اصلی ضمنی دونوں اشیا باہم وابستہ رہیں تو دونوں الگ الگ نہیں کر سکتے۔ شے کو ضمناً و لابد کر اصلاً ... ۱۲

به اہتمام و انتظام معتمد کمیٹی کتب خانہ روضتین گلبرگہ شریف

حافظ محمد حامد صدیقی چشتی قادری

لکچرار عثمانیہ کالج گلبرگہ شریف

معتمد اعزازی مدارس و کتب خانہ روضتین گلبرگہ شریف

شائع گردید

ملنے کا پتہ

معتمد اعزازی کتب خانہ روضتین گلبرگہ شریف

قیمت: (۱۲/)